بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (القرآن)

''دور حاضر میں فتنۂ رافضیت و نام نہاد مولائیت سے عوام اہل سنت کے ایمان کی محافظت کرنے والی قرآن وحدیث کی روشنی میں نادر و نایاب کتاب''

عَظمَتِ صَحابَہ

اور

رَدِّ رَافضِیَّت

﴿مصنف﴾

محمد شریف القادری رضوی بہرائچی

نام کتاب: عظمت صحابہ اور ردِّ رافضیت

مصنف: خلیفۂ حضور حسّان ملت و حضور معید ملت حضرت مولانا قاری محمد شریف القادری رضوی خطیب و امام سنی نوری جامع مسجد کوسہ ممبرا مہاراشٹر

نظر ثانی: صدر الفقہا خلیفہ حضور تاج الشریعہ و حضور گلزار ملت حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد ابو الحسن قادری رضوی مہتمم جامعہ تاج الشریعہ نمنہارا، نواب گنج، بہرائچ شریف یوپی استاذ و صدر شعبہ افتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

تصحیح: حضرت علامہ مولانا محمد شاہد رضا خان قادری امام مسجد خدیجۃ الکبریٰ داونگیرہ کرناٹک ،حضرت علامہ مفتی محمد اسلام صاحب دونا کہ بہرائچ شریف

کمپوزنگ: قادری رضوی کمپیوٹرس کریم الدین پور گھوسی

سن اشاعت: شوال المکرم ۱۴۴۶ھ مطابق ۱ر اپریل ۲۰۲۵ء

تعداد: ۵۰۰

صفحات: ۱۱۲

ناشرین: محمد بدر الزّماں قادری مصباحی، محمد نور الزّماں قادری رضوی، محمد صدر الزّماں قادری اسماعیلی لوکاہی بہرائچ شریف یوپی

ملنے کے پتے:
(۱) رضا بک سینٹر شریفہ روڈ امرت نگر ممبرا مہاراشٹر۔
(۲) سید محمد ناظم علی جالون لاجپت نگر کٹرہ محلہ قصبہ کونچ ضلع جالون
(۳) نوری اکیڈمی خانقاہ نوریہ نوری پوروہ نانپارہ بہرائچ شریف
(۴) قادری بک ڈپو نانپارہ بہرائچ شریف

فہرست مضامین

تقریظِ جلیل

حضرت علامہ ومولانا مفتی محمّد اشرف رضا صدیقی قادری نوری

مفتی وقاضی ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

و نحمدہ و نصلی و نسلم علی حبیب المصطفیٰ الاشرف

اللہ کریم ورحیم عزوجل نے جس طرح اپنے حبیب محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم کو جملہ انبیاء مرسلین صلواۃ اللہ تعالی علیہم تسلیمات سے افضل واعلی اوراپنا نائب بنایا یوں ہی ان کے صحابہ کوتمام انبیاء کرام صلواۃ اللہ تعالی علیہم وبارک وسلم کے بعد ساری مخلوق میں بزرگ وبرتر بنایااوران حضرات نے بھی حق صحابیت ورفاقت کا خوب خوب حق ادا کیا، ان سے اللہ ورسول راضی رہے، ان کے لیے جنت کا وعدہ رہا، ان کے درمیان مشاجرت پر بحث وتکرار کوممنوع فرمایا گیاان کی تعظیم امت پرواجب قرار پائی ان سے محبت وعقیدت اہل سنت وجماعت کا شعارو داب ہے۔ دنیا کااولین بدترین فرقہ رافضیت اپنی ازلی شقاوت کہ سبب ان پرطعن وتوہین کرتے ہیں دین اسلام ومسلمین کو نقصان پہنچارہے ہیں اس وقت اس کی بدترین شاخ مولائیت کے نام پرابھررہی ہے یہ سب گمراہ وبدین جہنمی ہیں۔

مولانا محمد شریف القادری رضوی مدظلہ العالی نے ان کی سرکوبی کے لیے عظمت

صحابہ ورد رافضیت و نام نہاد مولائیت پر ایک کتاب مرتب فرمائی ہے اللہ کریم اسے نافع و مفید بنائے اور مولانا کو اس کا بہتر اجر وصلہ بخشے اور جملہ دشمنان اسلام وسنیت کے رد کی ہم سب کو توفیق مرحمت فرمائے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا خادم وناشر وناصر بنائے۔

و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا مولانا محمدن المصطفیوعلی اله وصحبه وعلینا معهم وبارک وسلم وکرم ومجدو شرف الف الف مرة فی کل لمحة الی یوم الدین۔

عبد المصطفیٰ محمد اشرف رضا صدیقی قادری نوری

مفتی وقاضی ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی

۲۵ ؍شوال المکرم ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۴ ؍اپریل ۲۰۲۵ء

تقریظ جلیل

جامع معقول ومنقول، استاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی محمود اختر صاحب قبلہ قادری
قاضی شرع عروس البلاد ممبئی واستاذ شعبۂ افتاء رضوی امجدی دار الافتاء ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی حبیبہ الکریم

رسول اکرم، سید عالم، عالم ما کان و ما یکون کا ارشاد گرامی ستفترق امتی ثلثا و سبعین فرقۃ کلھم في النار الا و احدۃ ۔"(میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی) کے مطابق اس امت میں بہت سے فرق باطلہ پیدا ہو چکے ہیں اور بہت سے ہوں گے، فرق باطلہ میں سب سے قدیم ترین فرقہ رافضی (شیعہ) ہے ۔ اس فرقہ نے اہلبیت اطہار کی جھوٹی محبت کا دعویٰ کر کے بہت سارے بھولے بھالے سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو گمراہ کیا اور کر رہا ہے، یہ فرقہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں نہایت گستاخ ہے یہاں تک کہ انہیں گالی دینا، ان پر سب وشتم کرنا ان کا عام شیوہ ہے بلکہ چند صحابہ کو چھوڑ کر سب کو معاذ اللہ کافر ومنافق قرار دیتا ہے ۔ حضرات خلفائے ثلاثہ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم سیدنا ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت راشدہ کو خلافت غاصبہ کہتا ہے اور حضرت سیدنا علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ تعالی وجہ الکریم نے اپنے پیش روتینوں خلفائے راشدین کی خلافتوں کو تسلیم کیا اور ان کے فضائل ومناقب بیان کئے اسے تقیہ اور بز دلی پر محمول کرتا ہے یعنی حضرت شیر

خدا فاتح خیبر کو بزدل اور تقیہ باز مانتا ہے۔ ائمہ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل مانتا ہے، قرآن مجید جس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اس کو ناقص مانتا ہے۔ اس فرقہ باطلہ کی کوکھ سے جنم لینے والا ایک نیا فرقہ نام نہاد مولائی ہے جو روافض کے عقائد باطلہ کی حمایت کرنے والا اور اہلبیت اطہار کی جھوٹی محبت کا دعویٰ کرنے والا اور بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو گالیاں دینے والا یہاں تک کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کاتبان وحی میں سے ہیں ان کو معاذ اللہ کافر جہنمی کہنے والا ہے درحقیقت یہ فرقہ باطلہ بھی رافضیوں کی ایک شاخ ہے جو اپنے آپ کو سنی مولائی کہہ کر بھولے بھالے صحیح العقیدہ سنیوں کو دھوکہ دے کر کہ ہم بھی سنی ہیں اپنا ہم خیال اور ہم عقیدہ بنا رہا ہے جبکہ یہ فرقہ بہت سے عقائد اہلسنت کا برملا انکار کرتا ہے۔ یہ لوگ حقیقت میں سنی نہیں بلکہ رافضی ہیں اور رافضیوں کے عقائد باطلہ کی ترویج و اشاعت کررہے ہیں۔

زیر نظر رسالہ عظمت صحابہ اور رد رافضیت میں جناب مولانا قاری محمد شریف القادری زیدہ مجدہ نے صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمت وفضیلت اور ان کی رفعت شان اور نیز بارگاہ رسالت میں قربت ومقبولیت کو احادیث کریمہ واقوال سلف وخلف سے مبرہن ومزین فرمایا ہے رسالہ اپنے موضوع پر مفید ترین اور معلوماتی ہے۔

رب قدیر اسے قبول انام فرمائے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو حق سمجھنے، راہ ہدایت پر چلنے اور ضلالت وگمراہی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے مرتب زیدہ

مجدہ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور ہر ایک کو دارین میں بہترین صلہ عطا فرمائے۔
آمین بجاہ النبی سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم

فقط: محمود اختر القادری عفی عنہ

قاضی شرع عروس البلاد ممبئی خادم الافتاء رضوی امجدی دار الافتا ممبئی

۲۹ رشوال المکرم ۱۴۴۶ھ

تقریظ جلیل

عالم نبیل، فاضل جلیل، ناشر مسلک اعلی حضرت فدائے حضور مفتی اعظم

حضرت علامہ مولانا قاری **محمد انوار المصطفیٰ نوری مصباحی** دام ظلہ

ولی عہد خانقاہ عالیہ نوریہ نوری پوروہ نانپارہ بہرائچ شریف یوپی

بانی وسربراہ اعلیٰ جامعہ خدیجۃ الکبری للبنات مقام سالار پور بابا گنج بہرائچ شریف یوپی۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محب گرامی وقار حضرت مولانا قاری شریف القادری رضوی صاحب قبلہ زید مجدہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر صحابۂ کرام کی شخصیت پر ایک عظیم علمی تحقیقی کتاب بنام عظمت صحابہ ورد رافضیت تحریر فرمائی اور مخالفین صحابہ کا ناطقہ بند کر دیا۔ رب قدیر ومقتدر ان کو خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے مجھ ناچیز سے اس علمی کتاب پر خامہ فرسائی کا حکم دیا میں کوئی ذی علم صحافی نہیں ہوں لیکن پھر بھی اظہار حقائق کے لیے حاضر ہوں حضرت سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمۃ والرضوان سبع سنابل شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبیوں کے بعد دوسری تمام مخلوق سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروق ان کے بعد حضرت عثمان ان کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ (سبع سنابل شریف صفحہ نمبر ۵۵)

آگے فرماتے ہیں یعنی اول مرتبہ حضرت ابوبکر کا ہے جو بزرگ رسول خدا کے

خاص فرمانبردار ہیں اور عمر فاروق سرکش دیووں کے جالوں کے لیے پنجہ ہیں اور عثمان غنی راتوں کو جاگنے والے ہیں اور علی علم کا دروازہ ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جو شخص حضرت علی کو خلیفہ نہ مانے وہ خارجی ہے اور جو حضرت علی کو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت کرے وہ رافضی ہے۔

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

حضرت عبدالرحمن چشتی قدس سرہ مراۃ الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں: کہ جب حضرت علی نے سنا کہ حضرت ابو بکر صدیق مسجد نبوی میں بیٹھے لوگوں کو بیعت فرمارہے ہیں تو جس حال میں حضرت علی تھے اسی حالت میں مسجد نبوی میں حاضر ہو گئے اور حضرت ابو بکر صدیق کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی واپس آنے کے بعد گھر سے کپڑے طلب فرمائے، لوگوں نے عرض کیا آپ نے اتنی عجلت کیوں فرمائی کہ باہر جانے کے کپڑے بھی نہ پہن سکے آپ نے فرمایا کہ مجھے خیال ہوا کہ میرے بھائی ابو بکر یہ نہ کہیں کہ علی نے بیعت کرنے میں دیر کردی (مراۃ الاسرار صفحہ نمبر ٦٦)

ان تمام شواہد کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ حضرت علی کا مقام حضرت ابو بکر سے پوچھو اور حضرت ابو بکر کا مقام حضرت علی سے پوچھو۔

مولانا قاری شریف القادری صاحب قبلہ نے ان تمام موضوعات پر تحقیق سے روشنی ڈالی ہے جیسا کہ مختلف ادوار میں علمائے ربانیین نے امت مسلمہ پر ہونے والی پریشانیوں اور قران وسنت پر حملہ کرنے والوں کا ہر طریقے سے جواب دیا ہے مولا تعالیٰ

مولانا قاری شریف القادری کی دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مزید خدمت دین کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اللہ کرے زور قلم اور بھی زیادہ

ایں دعا از من جملہ جہاں آمین باد

محمد انوار المصطفی نوری مصباحی

خادم جامعہ خدیجۃ الکبری للبنات مقام سالار پور بابا گنج

۴؍شوال المکرم ۱۴۴۶ھ

تقریظ جمیل

صدر الفقہاء، خلیفۂ حضور تاج الشریعہ وحضور گلزار ملت

حضرت علامہ مفتی محمد ابوالحسن قادری رضوی دام ظلہ العالی

صدر شعبۂ افتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی انڈیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمد الله تعالیٰ و نصلي و نسلم علی رسوله الاعلیٰ و أله ذوي الصدق والصفاء۔ اما بعد!

صحابۂ کرام وہ پاکیزہ نفوس ستودہ ذوات ہیں جو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے وفادار نیکوکار اخیار وابرار سے معنون ہیں، ان کی عظمتوں کے چراغ اہل ایمان کے دلوں میں روشن ہیں رحمٰن ورحیم کی رضا وخوشنودی ان کا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالسَّابِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (التوبہ ۱۰۰) یعنی جو لوگ مہاجرین اور انصار میں سے سب سے پہلے ایمان لائے اللہ ان سے راضی ہو گیا۔

اور فرماتا ہے: رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (توبہ ۱۰۰) یعنی اللہ ان (صحابہ) سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، اور احادیث میں صحابہ کی عظمت اور رفعت شان کا اظہار تام کیا گیا۔

چنانچہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ

فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

اور فرماتے ہیں: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ (بخاری شریف حدیث ۲۶۵۱) کہ سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر جو ان کے بعد آئیں گے پھر جو ان کے بعد آئیں گے۔

قرآن و حدیث سے جب صحابہ کرام کی طہارت نفسی عظمت مکانی کردار کی بلندی، رفعت شانی واضح روشن کر دیا گیا تو ظاہر و باہر ہو گیا کہ ان کی تذمیم ان کی گستاخی ان کی توہین و آبرو ریزی کسی طرح جائز نہیں بلکہ ان کو گالی دینا صریح ظلم و گناہ عظیم کھلی ناکامی اور محرومی ہے خود زبان رسالت علی صاحبہا الصلاۃ والسلام سے اس کی ممانعت و حرمت مصرح ہے۔

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لا تسبوا اصحابي فو الذين نفسي بيده لو ان احدكم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم و لا نصيفه** (صحیح بخاری ۳۶۷۳) کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو بھی وہ ان صحابہ کے ایک مد یا آدھے مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔

پھر بھی کچھ نامراد، بدقماش، بدسرشت لوگ ہیں جو صحابۂ کرام پر زبان طعن دراز کرتے ہیں، انہیں گالیاں دیتے ہیں انہیں برا کہتے ہیں، ان کو بزبان عام رافضی اثنا عشری اور شیعہ کہا جاتا ہے۔

اورتعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ بعض علماء بلکہ بعض مشائخ مولائے کائنات حیدر کرار حضرت مولاعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جھوٹی محبت کی آڑ میں صحابہ کی عداوت اور دشمنی سینے میں رکھتے ہیں اس وجہ سے عوام میں بھی یہ بیماری بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے لہذا وقت کا تقاضا اور ایمانی ضرورت ہے کہ صحابہ کرام کی عظمت کے گلدستے تیار کیے جائیں فرضی مصنوعی مولائیت کی نقاب کشائی کر کے احقاق حق وابطال باطل کا فریضہ انجام دیا جائے محب مکرم، گرامی وقار محترم مولانا قاری محمد شریف القادری صاحب زیدہ مجدہ خطیب وامام سنی نوری جامع مسجد کوسہ ممبرا مہاراسٹر ممبئی قابل صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے اس ضرورت کا احساس کیا اور عظمت صحابہ ورد روافض کے نام سے ایک شاندار کتاب تحریر فرما دی ماشاء اللہ کتاب اپنے موضوع پر بہت جامع اور گراں قدر ہے عوام وخواص سب کے لیے نافع اور قابل مطالعہ ہے ممدوح مکرم کے لیے دعا گوہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی تحریری کاوش کو قبول فرمائے اور کتاب کو مقبول انام بنائے نیز اس تحریر کے ذریعے لوگوں کو صحابہ کا وفا شعار اور رافضیت کے فتنہ سے بچائے۔آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہٰ وصحبہ اجمعین

محمد ابوالحسن قادری رضوی

خادم دارالافتاء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی

شرف انتساب

حضور پرنور، شافع یوم النشور، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور خلفائے راشدین و جملہ اصحاب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امہات المومنین و اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام جو حق و ہدایت کے مینار ہیں اور جن کی عقیدت ومحبت مومنین پر واجب ہے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اور مشفق اور مہربان استاد محترم حضرت العلام الحافظ القاری محمد شبیر احمد نوری برکاتی نوراللہ مرقدہ،

اور والد گرامی جناب (حبیب اصغر) پہلوان مرحوم کے نام خداوند کریم ان کی قبروں کو انوار وتجلیات سے مامور فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین اور جملہ امت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام جو ایمان کے ساتھ اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنی اپنی قبروں میں مسکون ہیں اللہ رب کریم عزوجل ان سب کی بے حساب مغفرت فرمائے آمین

محمد شریف القادری رضوی بہرائچی

الاھدا

شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاج دار اہل سنت شیخ طریقت و معرفت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اٰل رحمن ابوالبرکات محی الدین محمد مصطفی رضا خان قادری نوری برکاتی قدس سرہ کے نام۔

اور وارث علوم اعلی حضرت، جانشین سرکار مفتی اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ، فخر از ہر قاہرہ مصر سیدی مرشدی علامہ مفتی اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام جن کی نگاہ کیمیا اثر کے فیض سے ناچیز کو کچھ سطور رقم کرنے کا شرف حاصل ہوا۔۔

ان کا سایہ ایک تجلی ان کا نقش یا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی بڑھتی گئی

گر قبول افتد زہے عز و شرف
محتاج کرم
محمد شریف القادری رضوی بہرائچی

عرض حال

آج کے اس پرفتن ماحول میں نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں بدمذہب و بے دین فرقے اہل ایمان کے دولت ایمان کو تباہ کرنے کے لیے خفیہ سازشوں میں شب و روز منہمک ہیں شہد دکھا کر زہر پلا رہے ہیں اور فرقہائے باطلہ کا ہر فرقہ اپنے آپ کو جنتی بتا رہا ہے اور اپنی طرف بھولے بھالے مسلمانوں کو کھینچ رہا ہے مگر آپ یقین کریں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۱۴ صدی قبل جنتی فرقہ کی پہچان دے دیا تھا کہ ۷۳ر فرقے میں فقط ایک فرقہ ہوگا جو جنت کا حقدار ہے اور وہ فرقہ میرے اور میرے اصحاب کے راستے پر چلنے والا ہوگا اس کی تفصیل آئندہ آنے والے اوراق میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

فرقہائے باطلہ میں سے ایک فرقہ جس کو رافضی کہا جاتا ہے یہ فرقہ صحابہ کرام اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دور ہی میں جنم لے چکا تھا اس وقت سے لے کر آج تک یہ اپنے باطل عقائد پر قائم ہے۔ جو صحابہ کرام اور بالخصوص حضرات خلفاء ثلاثہ یعنی حضرت سیدنا صدیق اکبر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم و حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں نازیبا کلمات بکتا ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو منہ بھر کر گالیاں بکنے میں مصروف ہے۔

ماضی قریب میں ایک اور فرقہ جنم لے چکا ہے جو اپنے آپ کو مولائی کہتا ہے اور دور حاضر میں بڑی تیزی سے یہ فرقہ نام نہاد مولائی پھیلتا جا رہا ہے جو محبت اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آڑ میں صحابہ کرام اور اہل بیت کی آپسی اجتہادی نااتفاقیوں کو

پیش کر کے بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے اور کم خواندہ و بھولے مسلمان ان رافضیت زدہ لوگوں کے بہکاوے میں آ کر حضرات صحابۂ کرام بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کر کے اپنے آپ کو مولائی کہہ کر فخر محسوس کرتے ہیں اور اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں یہ رافضیوں کا ایک طبقہ ہے جو ایک عرصے سے اس مذموم حرکت میں ملوث ہے اس کے سد باب کے لیے اور فرقہائے باطلہ کا رد کرنے اور عوام اہل سنت کو ان کے دام فریب سے بچانے کے لیے اکابر علمائے اہل سنت وائمۂ مساجدین تحریر و تقریر اور دیگر ذرائع وابلاغ سے مسلمانوں کے ایمان اور عقیدے کی حفاظت کر رہے ہیں میں کیا اور میری بھی بساط کیا کہ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ذات والا صفات پر کچھ تحریر کر سکوں اور ان کے مناسب جمیلہ اور بلند پایۂ مقام پر کچھ روشنی ڈال سکوں لیکن احباب اہل سنت کی خواہش اور اپنے غلامی کا ثبوت پیش کرنے کے لیے ناچیز نے استاذ گرامی عالم باعمل حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری محمد یار نوری قدس سرہ و استاذ گرامی حضرت العلام حافظ و قاری محمد شبیر احمد نوری قادری نور اللہ مرقدہ کی شفقت و عنایات و دعائے سحر گاہی سے کچھ سطور رقم کرنے کا عزم کر لیا اور کتب و احادیث کا مطالعہ کر کے لائبریری کی خاک چھان کر محدود علم اور ناقص مطالعہ کی روشنی میں کچھ سطور لکھ ہی دیا اس مہم میں ناچیز کہاں تک کامیاب ہوا اس کا فیصلہ اہل علم و نظر ہی کریں گے امید ہے کہ لکھنے میں کہیں غلطیوں پر نشانہ تنقید نہ بنا کر اصلاح فرمائیں گے تا کہ آئیندہ ایڈیشن میں غلطیوں کا ازالہ ہو سکے۔

محمد شریف القادری رضوی بہرائچی

خطبہ

الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ، وَالعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِینَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الأَنْبِیَاءِ وَالمُرْسَلِینَ، وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ، وَأَزْوَاجِہٖ، وَذُرِّیَّتِہٖ، وَأَھْلِ بَیْتِہٖ، وَأَوْلِیَاءِ أُمَّتِہٖ، وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ أَجْمَعِینَ.

أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

وَکُلًّا وَعَدَ اللّٰہُ الحُسْنٰی

آمَنتُ بِاللّٰہِ العَلِيِّ العَظِیمِ، وَصَدَقَ رَسُولُہُ النَّبِيُّ الکَرِیمُ، وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِینَ وَالشَّاکِرِینَ، وَالحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ.

درود شریف: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الجُودِ وَالکَرَمِ، وَآلِہِ الکِرَامِ، وَابْنِہِ الکَرِیمِ، وَأَصْحَابِہٖ، وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چراغ مسجد و محراب و منبر

ابو بکر و عمر عثمان و حیدر

جنتی و جہنمی فرقہ

حدیث شریف: عَنْ عَبدُ اللہِ ابنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: لَیَأْتِیَنَّ عَلَی أُمَّتِي کَمَا أَتَیٰ عَلَیٰ بَنِي إِسْرَائِیلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتّیٰ إِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ أَتَیٰ أُمَّہُ عَلَانِیَۃً، لَکَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ یَصْنَعُ ذٰلِکَ۔ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِیلَ تَفَرَّقَتْ عَلَیٰ اثْنَتَیْنِ وَسَبْعِینَ مِلَّۃً، تفترق علیٰ ثلث و سبعین ملۃ کُلُّھُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً. قَالُوا: مَنْ ھِيَ یَا رَسُولَ اللہِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَیہِ وَأَصْحَابِي (ترمذی شریف ،مشکوۃ شریف)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا بالکل ہو بہو ایک دوسرے کے مطابق یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں ضرور کوئی ہوگا جو ایسا کرے گا اور بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت ۷۳ مذہبوں میں بٹ جائے گی ان میں سے ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے ناری اور جہنمی ہوں گے صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب وملت پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

فضائل صحابہ

یوں تو فضائل صحابہ پر قرآن واحادیث میں متعدد جگہ پر ذکر آیا ہے۔قرآن کریم میں رب کریم نے صحابۂ کرام کے بارے میں فرمایا :وَ كُلًّا وَعَدَ اللهُ الْحُسْنىٰ۔

ترجمہ: اللہ تعالی نے سارے صحابہ سے بھلائی کا یعنی جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا: رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ اللہ تعالیٰ سارے صحابہ سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں اس کے علاوہ اور بھی آیات مقدسہ صحابۂ کرام کی شان میں وارد ہیں عقلمندوں کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے۔

احادیث مبارکہ کی معتبر کتابوں میں صحابۂ کرام کی فضیلت بیان کی گئی ہے قارئین کے ایمان کو جلا بخشنے کے لیے یہاں ایک حدیث نقل کرتا ہوں۔

حدیث: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِى، فَأَوْحىٰ إِلَيَّ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ، بَعْضُهَا أَقْوىٰ مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُورٌ، فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اخْتِلافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هُدًى. قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ

اهْتَدَيْتُمْ۔ (مشکوٰۃ شریف، باب فضائل صحابہ ج ۳)

ترجمہ: روایت ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہوگا تو مجھے وحی فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں کی ان کے بعض بعض سے قوی ہیں اور سب میں نور ہے تو جس نے ان کے اختلاف میں سے کچھ حصہ لیا جس پر وہ ہیں تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں تو تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

صحابی کسے کہتے ہیں

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ۔

ترجمہ: جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی یا مسلمانوں میں سے کسی نے آپ کو دیکھا وہ آپ کے اصحاب میں ہے۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۴۰۵)

خلاصہ: جس خوش نصیب مسلمان نے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اور اسی ایمان کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوا وہ حضور کا صحابی ہے اور ہر صحابی تاروں کے مانند ہے پتہ چلا کہ میرے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ سب کے سب روشن ستارے ہیں۔

اب آئیے اس عظیم صحابی کی عظمت ملاحظہ فرمائیے جس نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزارا جس نے اپنا سب کچھ حضور کے نام کر دیا جس نے کبھی بتوں کے سامنے سجدہ نہیں کیا اور نہ ہی بتوں کو اپنا خدا تسلیم کیا۔

سر جھکایا تو اللہ کے لیے اور دل بچھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اب آئیے اس عظیم صحابی کی عظمت قرآن مجید کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

فضائل خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کی روشنی میں

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف وتوصیف میں قرآن کریم کی بہت آیتیں نازل ہوئی ہیں یہاں تک کہ بہت علمائے کرام نے اس موضوع پر بہت مستقل کتابیں لکھی ہیں ہم ان میں سے چند آیات کریمہ قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔ وَٱلَّذِى جَاءَ بِٱلصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُتَّقُونَ (پارہ ۲۴ رکوع ا پہلا صفحہ)

ترجمہ: جو سچائی لایا یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہی لوگ متقی ہیں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مروی ہے۔ الذی جاء بالصدق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صدق سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حضور کی

تصدیق کی ایسا ہی تفسیر مدارک میں بھی ہے اور تفسیر روح البیان میں اسی کو ترجیح دی اسی کو حضرت امام رازی علیہ الرحمہ نے ترجیح دی ہے۔ لہٰذا ان مفسرین کرام کے بیان سے ثابت ہوا کہ خدا عزوجل نے اس آیت مبارکہ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی متقی فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس امت کے سب سے پہلے متقی ہیں اور قیامت تک پیدا ہونے والے سارے متقیوں کے سردار اور سید المتقین ہیں۔

پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۱۱ میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَه عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔

ترجمہ: اے مسلمانو! اگر تم لوگ میرے رسول کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دوجان سے جب وہ دونوں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں تھے جب رسول اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اپنا سکینہ اتارا یعنی ان کے دل کو اطمینان عطا فرمایا اور ایسی فوجوں سے ان کی مدد فرمائی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور وہ ملائکہ تھے جنہوں نے کفار کے رخ پھیر دیے یہاں تک کہ وہ لوگ آپ کو دیکھ ہی نہ سکے اور کافروں کی بات کو نیچے کر دی یعنی ان کی دعوت کفر وشرک

کو پست کر دیا اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

برادران اسلام! اس آیت کریمہ میں جو ہمارے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لاتحزن ان اللہ معنا۔

یعنی غم مت کرو کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا غم نہیں تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غم تھا آپ فرماتے تھے إِنْ أُقْتَلْ فَإِنَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَإِنْ قُتِلْتَ هَلَكَتِ الْأُمَّةَ

یعنی اگر میں قتل کر دیا گیا تو صرف ایک فرد ہلاک ہوگا اور اے اللہ کے رسول اگر آپ قتل کر دئے گئے تو پوری امت ہلاک ہو جائیگی۔

بہر حال یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف میں بالکل واضح ہے اور آپ کے صحابی ہونے پر نص قطعی ہے کہ خدائے عزوجل نے اذیقول لصاحبہ فرمایا۔

اسی لیے حضرت حسین بن فضل رحمت اللہ علیہ نے فرمایا: مَن قال إِنَّ أَبَابَكْرٍ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ كَافِرٌ لِإِنْكَارِهِ نَصَّ الْقُرْآنِ

ترجمہ: جو شخص کہے کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی نہیں تھے تو وہ نص قرآنی کے انکار کرنے کے سبب سے کافر ہے۔

تنبیہ: حضرات محترم اب ان آیات مقدسہ پر غور کیجئے اللہ کریم اپنے پاک کلام میں جس حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی کہے اس عظیم

ہستی یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اگر کوئی گستاخی کرے اور ان کی شان میں تبرابازی کرے تو کیا ایسا شخص مومن ہوسکتا ہے؟ ہر گز نہیں، ہر گز نہیں ۔شان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ایک آیت اور ملاحظہ فرمائیں۔

تیسویں پارہ سورۂ واللیل کی آیت کریمہ ہے: وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى۔

یعنی جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا وہ شخص جو کہ سب سے بڑا پرہیز گار ہے جو کہ اپنا مال دیتا ہے خدائے تعالیٰ کے نزدیک ستھرا ہونے کے لیے نہ کہ ریا یا ان کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کے لیے خرچ کرتا ہے ۔ یہ آیت مبارکہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت صدر الافاضل علامہ محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کر دیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیوں کیا شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہوگا جو انہوں نے اتنی گراں قیمت دے کر خریدا اور آزاد کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرمادیا گیا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ان پر حضرت بلال وغیرہ کا کوئی احسان ہے۔

اس آیت کریمہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتقی یعنی سب سے بڑا پرہیز گار فرمایا گیا ہے۔

اور پارہ نمبر ۲۶ ررکوع نمبر ۱۴ کی آیت مبارکہ ہے: إِنَّ أَکْرَمَکُمْ عِندَ اللهِ أَتْقَاکُمْ۔

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم اورعزت والا وہ ہے جوسب سے بڑا پرہیزگار ہے۔

تنبیہ: تو اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خدائے تعالیٰ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم اورعزت والے ہیں اگر کوئی شخص صدیق اکبر کی عزت وتعظیم نہ کرے اورمکرم ومحترم نہ مانے کیا وہ شخص اللہ کا محبوب ہوسکتا ہے؟ محبوب ہونا تو بہت بڑی سعادت ایسا شخص مومن بھی نہیں ہوسکتا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

فضائل صدیق اکبر احادیث کی روشنی میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اوران کی عظمت کے اظہار میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں ترمذی شریف کی حدیث ہے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا أَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ، وَصَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ.

ترجمہ: غارثور میں تم میرے ساتھ رہے اور حوض کوثر پر بھی تم میرے ساتھ رہو گے۔ اور یہ حدیث بھی ترمذی شریف اورمشکوٰۃ شریف میں ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ، مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ۔

ترجمہ: کسی شخص کے مال نے مجھ کو اتنا فائدہ نہیں پہنچایا ہے جتنا فائدہ کہ ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔

اب آئیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں بخاری شریف کی حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قَالَ: كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں جب ہم صحابۂ کرام کے درمیان کسی کو ترجیح دیتے تو سب پر ابوبکر کو ترجیح دیا کرتے پھر حضرت عمر بن خطاب کو پھر عثمان بن عفان کو رضی اللہ عنہم۔ (صحیح البخاری جلد دوم ۳۶۵۵ باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

تنبیہ: ان احادیث کی روشنی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ بعد الانبیاء سب لوگوں میں اگر کسی کا مقام بلند و بالا ہے تو وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام صحابۂ کرام افضل و اعلی تسلیم کر چکے ہیں اور حدیث پاک میں ہے جو اسی کتاب کے شروع میں ترمذی شریف اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ ۷۳ فرقوں میں صرف وہی ایک فرقہ نجات یافتہ ہے یعنی جنتی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے راستے پر ہوگا اس سے ہٹ کر ۷۲ فرقے ناری وجہنمی ہیں اب آپ کو اللہ عزوجل نے جو عقل سلیم دیا ہے اس پر زور دے کر سوچیں کہ ہم کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر جنت میں جانا ہے یا اپنے بدعقیدہ ملا کے نقش قدم پر چل کر جہنم کا ایندھن بننا ہے۔

جاگ بندۂ خدا جاگ

الحمدللہ ثم الحمدللہ ہم اہل سنت وجماعت کا گروہ حضرت سیدنا مولاعلی کرم اللہ وجہہ کی عظمت کے دل وجان سے قائل ہیں حضرت مولاعلی کرم اللہ وجہہ کو داماد پیغمبر فاتح خیبر مشکل کشا حاجت روا مولا مددگار سب کچھ مانتے ہیں مگر ساتھ ساتھ خلافت اور افضلیت کے مسئلے میں اول نمبر پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں اور حضرت مولاعلی کرم اللہ وجہہ الکریم کو چوتھے نمبر پر مانتے ہیں۔

کیوں آخر کیوں اس لیے کہ سارے صحابہ کا یہی موقف ہے اور خود حضرت مولاعلی کرم اللہ وجہ الکریم کا یہی موقف ہے آپ کی تشنگی رفع کرنے کے لیے حضرت مولاعلی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان بخاری شریف کے حوالے سے نقل کرتا ہوں حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ. وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

(صحیح بخاری جلد ۲ حدیث ۳۶۷۱ باب فضائل صحابہ)

ترجمہ: حضرت محمد بن حنفیہ نے اپنے والد محترم حضرت علی سے دریافت کیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق ہیں میں نے پوچھا پھر کون ہے فرمایا پھر عمر ہیں اور میں عثان کا نام لینے سے ڈرا میں نے پوچھا پھر آپ ہیں فرمایا میں نہیں بلکہ مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں۔

تنبیہ: اے رافضیت زدہ نام نہاد مولائیو! اس فرمان مولاعلی کو بار بار پڑھو اور سینے پر ہاتھ رکھ کر عقل سلیم سے سوچو کہ مولائی حقیقت میں تم ہو یا سنی صحیح العقیدہ مسلمان مولائی ہیں جو فرمان علی پر عمل پیرا ہیں کہ حضرت مولاعلی رضی اللہ عنہ کو بھی مانتے ہیں اور ان کے فرمان کو بھی مانتے ہیں اگر حقیقتاً مولائی بننا چاہتے ہو تو ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے صدق دل سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلو اور شان علی ماننے کے ساتھ ساتھ فرمان علی بھی مان لو یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ برحق افضل البشر بعدالانبیاء اور خلیفہ اول مان لو اسی میں نجات ہے۔

جس کے سمجھ میں آئے وہ لے جائے روشنی
میں نے شمع جلا کے سر راہ رکھ دیا

فضائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ احادیث کی روشنی میں

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں ترمذی شریف کی حدیث ہے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یعنی اگر میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضائل عمر فاروق)

سبحان اللہ یہ ہے مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوتے تو حضرت عمر نبی ہوتے اس حدیث پاک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا عظیم الشان بیان ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَىٰ شَيَاطِينَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ قَدْ فَرُّ وا مِنْ عُمَرَ یعنی بلاشبہہ میں نگاہ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ جن کے شیطان بھی اور انسان کے شیطان بھی دونوں میرے عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں۔(مشکوۃ شریف باب فضائل عمر فاروق)

یہ رعب و دبدبہ ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کہ چاہے جن کا شیطان ہو یا انسان کا شیطان ہو دونوں ان کے ڈر سے بھاگ جاتے ہیں۔

اور ترمذی شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَىٰ لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِهِ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری فرمادیا ہے۔(مشکوۃ شریف باب فضائل عمر فاروق)

مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہمیشہ حق ہی بولتے ہیں ان کے قلب اور زبان پر باطل کبھی جاری نہیں ہوتا۔

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

طبرانی اوسط میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سراپانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَن أَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ أَبْغَضَنِي، وَمَن أَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ أَحَبَّنِي۔

یعنی جس شخص نے عمر سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔

تنبیہ: اے رافضیت زدہ لوگو! ہوش کے ناخن لو اللہ عزوجل کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرامین کو بار بار پڑھو اور عقل سلیم سے سوچو کہاں جار ہے ہو کدھر جا رہے ہو کس کے ورغلانے سے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے دشمنی کرر ہے ہو ان مقدس حضرات کی شان اقدس میں نا زیبہ کلمات بکتے ہو خوب یاد رکھو یہ دنیا چندروزہ ہے اس کی آسائش چندروزہ اور فانی ہے مرنے کے بعد قبر میں نہ کوئی بدعقیدہ مُلّا اور نہ ہی کوئی ساتھی ہوگا وہاں اگر کوئی ذات ہوگی تو وہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہوگی جن کے بارے میں سوال ہوگا ما کنت تقول في هذا الرجل تو کیا تم یہی کہو گے کہ ان کو تو میں اللہ کا رسول مانتا تھا مگر ان کے دونوں یار کو نہیں مانتا تھا ان سے میں دشمنی رکھتا تھا نہیں یہ کہنے کا موقع ہی نہیں پاؤ گے میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمائیں گے یہ وہ شخص ہے جو میرے ابوبکر وعمر سے دشمنی رکھتا تھا کیونکہ میرے آقا کا فرمان ہے جس نے میرے عمر سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی قبر میں پھر فرشتوں کے عذاب سے تمہیں کون بچائے گا؟

لہٰذا توبہ کا در کھلا ہے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں سے سچی محبت کرلو اسی میں نجات ہے اور مان لو کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اپنی تشنگی دفع کیجیے صحیح البخاری کی حدیث ملاحظہ کیجئے حدیث: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ

اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ:مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ:هَذَا بِلَالٌ. وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ، فَقُلْتُ:لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالَ:لِعُمَرَ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ، فَقَالَ عُمَرُ:بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، عَلَيْكَ أَغَارُ۔(صحیح البخاری ۳۶۷۹ جلد دوم باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلم شریف ۶۲۷۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج خود کو جنت میں دیکھا تو وہاں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے پیچھے سے آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کس کے قدموں کی آواز ہے جواب ملا یہ بلال ہے اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک نوجوان عورت تھی میں نے پوچھا یہ کس کا مکان ہے جواب ملا کہ حضرت عمر کا میں نے ارادہ کیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں لیکن تمہاری غیرت یاد آ گئی اس پر حضرت عمر عرض گزار ہوئے یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا میں آپ پر غیرت کرسکتا ہوں۔ بخاری شریف کی ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ.
(صحیح بخاری شریف جلد دوم ۳۶۸۹ باب فضائل اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلم شریف ومشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی محدث

ہے تو وہ عمر ہے. صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محدث کیسا ہوتا ہے حضور نے فرمایا جس کی زبان سے ملائکہ بات کریں وہ محدث ہوتا ہے۔

تنبیہ: احادیث بالا کی روشنی میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام کتنا بلند و بالا ہے اللہ عزوجل و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کتنی مقبولیت حاصل ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت عمر کے لیے جنت میں اعلی مقام تیار فرمایا جس کو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ملاحظہ فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق کو اپنی امت کا محدث فرمایا اور فرمایا میرے بعد اگر نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔

اے لوگو! ایمان سے بتاؤ جس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام اللہ و رسول کی بارگاہ میں اتنا بلند ہو ان کی شان میں اگر کوئی توہین کرے گستاخی کرے کیا اس سے اللہ عزوجل و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں گے قطعی نہیں قطعی نہیں لہذا آنکھیں کھولو اور جھوم کے بولو۔

وہ عمر جس کے اعداء پے شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے سے قرآن کی موافقت

سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ایک بہت بڑی فضیلت یہ حاصل ہے کہ قرآن مجید کی بہت سی آیتیں آپ کی رائے کے موافق نازل ہوئیں۔ حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائیں موجود ہیں۔

اورحضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر کسی معاملے میں لوگوں کی رائے دوسری ہوتی اورحضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے دوسری تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی معاملے میں جو کچھ مشورہ دیتے تھے قران مجید کی آیتیں اس کے مطابق نازل ہوتی تھیں۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے رب نے ان سے ۲۱ باتوں میں موافقت فرمائی ہے ان میں سے چند باتوں کا آپ لوگوں کے سامنے ذکر کیا جاتا ہے ملاحظہ کریں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور آپ کی خدمت بابرکت میں ہرطرح کے لوگ آتے جاتے ہیں اور حضور کی خدمت میں ازواج مطہرات بھی ہوتی ہیں بہتر ہے کہ آپ ان کو پردہ کرنے کا حکم دیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری اس عرض کے بعد امہات المومنین کے پردہ کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی **واذا سالتموھن متاعا فسئلواھن من وراء حجاب** یعنی اور جب تم امہات المومنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگوتو پردے کے باہر سے مانگو۔(پارہ ۲۲ رکوع ۴ تاریخ الخلفاء)

حضرت عبدالرحمن بن ابویعلی بیان فرماتے ہیں کہ ایک یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملااورآپ سے کہنے لگا کہ جبرائیل فرشتہ جس کا تذکرہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں وہ ہمارا سخت دشمن ہے اس کے جواب میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَن كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللهَ عَدُوٌّ

لِلْکَافِرِینَ۔

یعنی جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیل ومیکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔(پارہ نمبر ۱ رکوع نمبر ۱۲ کنز الایمان)

تو جن الفاظ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودی کو جواب دیا بالکل انہی الفاظ کے ساتھ قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔آیت مقدسہ کے آخری جملہ **فان الله عدو للكافرين** سے معلوم ہوا کہ انبیاء وملائکہ کی عداوت کفر ہے اور محبوبان حق سے دشمنی کرنا درحقیقت خدا تعالیٰ سے دشمنی کرنا ہے۔

ملک شام سے ایک قافلہ کے ساتھ ابوسفیان کے آنے کی خبر پا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے مکہ معظّمہ سے ابوجہل کفار قریش کا ایک بھاری لشکر لے کر ابوسفیان اور قافلہ کی امداد کے لیے روانہ ہوا ابو سفیان تو راستے سے ہٹ کر اپنے قافلہ کے ساتھ سمندر کے ساحل کی طرف چل پڑے تو ابو جہل سے اس کے ساتھیوں نے کہا یہ قافلہ تو بچ گیا اب مکہ شریف واپس چلو مگر ابوجہل نے انکار کر دیا اور حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے ارادے سے بدر کی طرف چل پڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ ہم اس تیاری سے نہیں چلے تھے نہ ہماری تعداد زیادہ ہے نہ ہمارے پاس کافی سامان اسلحہ ہے مگر اس وقت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدر کی طرف نکل کر کافروں سے مقابلہ کرنے ہی کا مشورہ دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:﴿كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنۢ بَيْتِكَ بِٱلْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ

لَكٰرِهُوْنَ﴾(پارہ نمبر ۹ رکوع نمبر ۱۵)

یعنی جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا ہے اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا (کنز الایمان) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر اللہ کا مقدس کلام اتر رہا ہے۔

پہلی شریعتوں میں روزہ افطار کرنے کے بعد کھانا پینا اور عورت سے ہم بستری کرنا عشاء کی نماز تک جائز تھا۔

بعد نماز عشاء یہ ساری چیزیں رات میں بھی حرام ہوجاتی تھی یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مبارکہ تک باقی رہا۔ یہاں تک کہ رمضان المبارک کی رات میں بعد نماز عشاء حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہم بستری ہوگئی جس پر وہ بہت نادم اور شرمندہ ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو اس پر یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا یعنی ان سے ہمبستری کرنا تمہارے لیے حلال ہوگیا۔ (پارہ نمبر ۲ رکوع ۷ کنز الایمان)

ایک اور ایمان افروز واقعہ پیش کرتا ہوں ملاحظہ کیجیے بشر نامی ایک منافق تھا اس کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوا یہودی نے کہا چلو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرا لیں منافق نے خیال کیا کہ حضور حق فیصلہ کریں گے کبھی کسی کی طرف داری اور رعایت نہ فرمائیں گے جس سے اس منافق کا مطلب حاصل نہ ہو سکے گا اس لیے اس منافق نے مدعی

ایمان ہونے کے باوجود کہا کہ ہم کعب ابن اشرف یہود کو پنچ بنائیں گے یہودی جس کا معاملہ تھا وہ خوب جانتا تھا کعب رشوت خور ہے اور جو رشوت خور ہوتا ہے اس سے صحیح فیصلہ کی امید رکھنا غلط ہے اس لیے کعب کا ہم مذہب ہونے کے باوجود یہودی نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تو منافق کو مجبوراً فیصلہ کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آنا پڑا۔

حضور نے جو حق فیصلہ کیا وہ اتفاق سے یہودی کے موافق اور منافق کے مخالف ہوا۔ منافق حضور کا فیصلہ سننے کے بعد پھر یہودی کے در پے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دونوں کی باتیں سنی، یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ میرا اور اس کا معاملہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں لیکن یہ حضور کے فیصلہ کو نہیں مانتا اب آپ سے فیصلہ چاہتا ہے آپ نے فرمایا ٹھہرو میں ابھی اس کا فیصلہ کیے دیتا ہوں۔

یہ فرما کر آپ مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس منافق مدعی ایمان کو قتل کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کو نہ مانے اس کے متعلق میرا یہی فیصلہ ہے تو بیان واقعہ کے لیے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا۔ (پارہ ۵ رکوع ۶)

اچھا کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعوی ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اس طرف پھرا چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ

بنائیں اوران کوتوحکم یہ تھا کہ اسے ہرگز نہ مانے اورابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے۔(کنزالایمان تفسیر جلالین وصاوی)

پھر کسی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کواطلاع دی کہ حضرت عمر نے اس مسلمان کوقتل کر دیا جوحضور کے دربار میں فیصلہ کے لیے حاضر ہوا تھا حضور نے فرمایا مجھے عمر سے ایسی امید نہیں کی وہ کسی مومن کے قتل پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کر سکے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے پھر مندرجہ ذیل آیت مقدسہ نازل فرمائی :فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا یعنی تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ تسلیم کرلیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اسے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔(پارہ ۵ رکوع ۶ کنزالایمان)

تنبیہ: ان واقعات سے خداوند قدوس کی بارگاہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت وعظمت کا پتہ چلتا ہے کہ ان کی باتوں کے موافق وحی الٰہی اور قرآن مجید کی آیتیں نازل ہوتی تھیں جس ذات کی عزت وعظمت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اتنی ہو اس ذات کی عزت واحترام ہم ایمان والوں پر لازم ہے اور جو ان کی توہین کرے گو یا وہ اللہ عزوجل سے دشمنی مول لے رہا ہے لہٰذا ہوشیار ہو جاؤ موت آنے سے پہلے مراد مصطفیٰ خلیفہ رسول اللہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے صدق دل سے محبت کرلو ان کو خلیفہ برحق مان لو اگر نجات پانے کی تمنا ہے کیونکہ نجات یافتہ وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے راستے پر ہوگا چنانچہ حضور کے ظاہری حیات کے بعد سارے صحابہ کرام

جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو متفقہ طور پر تسلیم کیا تھا اس کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو سارے صحابہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ تسلیم کیا تھا لہٰذا اے بندۂ خدا اگر نجات پانا چاہتا ہے تو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ برحق تسلیم کرنا ہوگا ورنہ پھر جہنم کی دہکتی آگ تیرا انتظار کر رہی ہے۔ اے وہ لوگوں! فقط حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے ماننے والو! حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں تبرا و گستاخیاں کرنے والو تم سے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کبھی بھی راضی نہیں ہو سکتے کیوں؟

اس لیے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان بخاری شریف کے حوالے سے پیش کر دیا گزشتہ اوراق ملاحظہ کر لیجئے جب حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی حضرت مولا علی سے دریافت کیا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ حضور کے بعد سب انسانوں میں یہاں تک کہ حضرت علی سے، سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر پوچھا کہ حضرت ابوبکر کے بعد سب سے افضل کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر ہیں کیا اس فرمان مولائے کائنات کو آپ نہیں مانتے؟ ایمان سے بتاؤ حضرت مولائے کائنات آپ سے راضی ہونگے؟ اور اگر فرمان مولائے کائنات مانتے ہو تو حضرت ابوبکر کو بعد الانبیا سب سے افضل ماننا پڑے گا اور ان کی خلافت کو برحق تسلیم کرنا پڑے گا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سارے انسانوں میں سب سے افضل ماننا پڑے گا اور ان کی خلافت کو برحق تسلیم کرنا پڑے گا

حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی شان یہ ہے کہ یہ حضرات میرے آقا کے گنبد پاک میں میرے آقا کے ساتھ آرام فرما رہے ہیں اور قیامت کے دن میرے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ اٹھیں گے۔

نام آنے سے ابوبکر و عمر کالب پر
کیوں بگڑتا ہے وہ پہلو میں سلائے ہوئے ہیں

اب آئیے خلیفہ سوئم داماد پیمبر سخاوت کے بادشاہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات کو حقائق کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے۔

فضائل حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کم وبیش ایک لاکھ ۲۴ ہزار یا دو لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء ومرسلین علی نبینا وعلیہم السلام نے اپنے قدوم پاک سے اس دنیا کو سرفراز فرمایا اور وہ لوگ صاحب اولاد بھی ہوئے اللہ رب العزت نے انہیں بیٹے اور بیٹیوں سے نوازا تو جن لوگوں کے ساتھ انبیائے کرام علیہ السلام نے اپنی صاحبزادیوں کو منسوب کیا وہ یقیناً عزت وعظمت والے ہوئے اس لیے کہ اللہ عزوجل کے نبی کا داماد ہونا ایک بہت بڑی فضیلت ہے جو بہت بڑے خوش نصیب انسانوں ہی کو نصیب ہوا ہے مگر اس سلسلے میں جو خصوصیت اور انفرادیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے وہ کسی کو نہیں حاصل ہوا کہ حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں ہیں لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے نکاح میں صرف نبی نہیں بلکہ نبی الانبیاء اور سید الانبیاء، امام الانبیاء، محبوب کبریا، حضور سرکار احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے نکاح میں آئیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ حضرت علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہاں تک روایت ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے کہ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرما رہے تھے کہ اے عثمان اگر میری ۴۰ لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح تم سے کر دیتا یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہ رہتی۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۴)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل اعلان نبوت اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا جو غزوہ بدر کے موقع پر بیمار تھیں اور انہی کی تیمارداری کے سبب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں شرکت نہیں فرما سکے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مدینہ منورہ ہی میں رہ گئے تھے مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر کے مال غنیمت سے حصہ عطا فرمایا تھا اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدریوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو فتح پانے کی خوشخبری لے کر جس وقت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ پہنچے اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کیا جا رہا تھا ان کے انتقال فرما جانے کے بعد حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

کر دیا مگر ان کا بھی ۹ ہجری میں وصال ہو گیا غرض یہ کہ اس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالنورین ہوئے۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

اور بیہقی نے اپنی سنن میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے دریافت کیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ذوالنورین کیوں ہے؟

میں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم انہوں نے کہا حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر قیامت تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو صاحبزادیاں نہیں آئیں گی اس لیے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔(بیہقی شریف)

فضائل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن کی روشنی میں

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جیش عشرہ کی اس طرح مدد فرمائی کہ ایک ہزار اونٹ مع سازوسامان کے پیش فرمایا اور ایک ہزار دینار بھی چندہ دیا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدقہ کے چار ہزار درہم بارگاہ رسالت میں پیش کیے تو ان دونوں حضرات کے بارے میں (پارہ ۳ ع ۴ پر آیت مقدسہ موجود ہے) یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ : جولوگ کہ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دینے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں تو ان کا اجر وثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ ان پر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

حضرت صدرالافاضل علامہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب تفسیر خزائن العرفان میں تحریر فرماتے ہیں یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔

اور حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک منافق رہتا تھا اس کا درخت ایک انصاری پڑوسی کے مکان پر جھکا ہوا تھا جس کا پھل انصاری کے مکان میں گرتا تھا انصاری نے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کا ذکر کیا اس وقت تک منافق کا نفاق لوگوں پر ظاہر نہیں ہوا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق سے فرمایا کہ تم اپنا درخت انصاری کے ہاتھ بیچ ڈالو اس کے بدلے تمہیں جنت کا درخت ملے گا مگر منافق نے انصاری کو درخت دینے سے انکار کر دیا جب اس واقعہ کی خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی کہ منافق نے حضور اکرم اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو منظور نہیں کیا تو آپ نے پورا ایک اپنا باغ دے کر درخت کو منافق سے خرید لیا اور منافق کا درخت انصاری کو دے دیا اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف اور منافق کی برائی میں یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی۔ سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ

(پ۳۰ ع۱۲ کنزالایمان)

ترجمہ: عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور

رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا۔

اس آیت مبارکہ میں من یخشی سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور الاشقی سے مراد اس درخت کا مالک منافق ہے۔

تنبیہ: قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ان آیت مقدسہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ دیکھیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کتنا عظیم مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ کا ہے اللہ رب العزت آپ کو بے خوف اور متقی و پرہیزگار فرما رہا ہے وہ لوگ جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں نازیبا کلمات استعمال کرتے ہیں ان سے اللہ عزوجل کیسے راضی ہوگا؟

بارگاہ رب العالمین میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ مقبولیت ہے اب آئیے بارگاہ رحمت اللعالمین میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت دیکھیں اور حاسدین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبرت حاصل کریں۔

فضائل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث کی روشنی میں

جنگ تبوک کا واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا جبکہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا ہوا تھا اور عام مسلمان بہت زیادہ تنگی میں تھے یہاں تک کہ درخت کی پتیاں کھا کر لوگ گزارا کرتے تھے اسی لیے اس جنگ کے لشکر کو جیش عسرہ یعنی تنگدستی کا لشکر کہا جاتا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت عبد الرحمن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر تھا جبکہ آپ جیش عسرہ کی مدد کے لیےلوگوں کو جوش دلا رہے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پر جوش لفظ سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ۱۰۰ اونٹ پالان اور سامان کے ساتھ خدائے پاک کی راہ میں پیش کروں گا اس کے بعد پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سامان لشکر کے بارے میں ترغیب دی اور امداد کے لیے متوجہ فرمایا تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ۲۰۰ اونٹ مع ساز و سامان اللہ تعالیٰ کے راستے میں نظر کروں گا تو اس کے بعد پھر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سامان جنگ کی درستگی اور فراہمی کی طرف مسلمانوں کو رغبت دلائی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں تین سو اونٹ پالان اور سامان کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں حاضر کروں گا حدیث کے راوی حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر سے اترتے جاتے فرماتے جاتے تھے **مَا عَلَىٰ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ، مَا عَلَىٰ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ**۔ یعنی ایک ہی جملہ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو بار فرمایا اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اب عثمان کو وہ عمل کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جو اس کے بعد کریں گے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل خیر ایسا اعلیٰ اور اتنا مقبول ہے کہ اب اور نوافل نہ کریں جب بھی یہ ان کے مدارج علیا کے لیے کافی ہے اور اس مقبولیت کے بعد اب انہیں کوئی اندیشہ ضرر نہیں۔ (مشکوۃ شریف ۵۶۱)

تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساز وسامان کے ساتھ ایک ہزار اونٹ اس موقع پر چندہ دیا تھا اور حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان نے جب لشکر عسرہ کو سامان دیا تو اپنی آستین میں ایک ہزار اشرفیاں لا کے انہیں حضور کی گود میں ڈال دیا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی گود میں الٹ پلٹ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ آج کے بعد سے عثمان کو کوئی عمل جو وہ کریں نقصان نہ دے گا اور یہ جملہ حضور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار فرمایا مطلب یہ ہے کہ فرض کرلیا جائے کہ اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی خطا واقع ہو تو آج کا ان کا یہ عمل ان کی خطا کے لیے کفارہ بن جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب میں بہت سی حدیث وارد ہیں حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانہ آئندہ میں ہونے والے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک صاحب سر پر کپڑا ڈالے ہوئے ادھر سے گزرے تو حضور نے فرمایا کہ یہ شخص اس روز ہدایت پر ہوگا اس کے بعد حضرت مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سے یہ الفاظ سن کر میں اٹھا اور اس شخص کی طرف گیا تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان کا رخ کیا اور پوچھا کیا یہ شخص ان فتنوں میں ہدایت پر ہوگا تو حضور نے فرمایا ہاں یہی شخص یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (ترمذی ابن ماجہ)

اور ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل میں ہونے والے فتنے کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا

کہ یہ شخص اس فتنے میں ظلم سے قتل کیا جائے گا یہ کہتے ہوئے حضور نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا:

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے باغ کے دروازے کا خیال رکھنے کے لیے فرمایا پس ایک آدمی نے آ کر دروازہ کھلوایا یعنی اندر آنے کی اجازت مانگی تو حضور نے فرمایا **افتح له و بشره بالجنة** یعنی دروازہ کھول دو اور آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دو پس میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر تھے بس میں نے انہیں وہ بشارت دی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پس انہوں نے اللہ کی حمد بیان کی پھر ایک آدمی آیا اس نے دروازہ کھولوانا چاہا پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **افتح له و بشره بالجنة** دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دو بس میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمر تھے پس جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میں نے انہیں بتا دیا بس انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا پھر ایک آدمی نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **افتح له و بشره بالجنة علی بلوٰي تصيبه** یعنی دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دو لیکن ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی۔

راوی حدیث حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا آنے والے شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ میں نے انہیں بتا دیا انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مددگار ہے۔(صحیح البخاری ۳۶۹۳ کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم شریف)

تنبیہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی خوشخبری عطا فرما چکے ہیں اب اس میں شک نہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں بلکہ فرمان حضور کی روشنی میں جو جو بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرے اور ان سے محبت کرے وہ بھی جنتی ہے تو کتنے بدنصیب لوگ ہیں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بے ادبی اور گستاخیاں کرتے ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اللہ و رسول راضی ہیں اور غزوہ تبوک کی امداد کے بعد کوئی عمل آپ کو نقصان نہ پہنچا سکا تو اگر کوئی بدنصیب انسان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان کو گھٹانے میں لگا ہو تو وہ آپ کی شان کیسے گھٹا سکتا ہے؟ خود اپنے اعمال تو برباد کر سکتا ہے مگر اس کا عمل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنوں کے دور میں بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہدایت پر ہونگے اور ظلماً قتل کیے جائیں گے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آخری وقت تک ہدایت پر رہے اور شہید ہوئے۔

حضرت عثمان کی امتیازی شان

مسلم شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ ایک روز محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی ران یا پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا ہوا تھا اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنہ آئے اور انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی حضور نے ان کو بلالیا اور وہ اندر آ گئے مگر حضور اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی حضور نے ان کو بھی اجازت دے دی اور وہ بھی اندر آ گئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی بدستور اسی طرح لیٹے رہے یعنی آپ کی پنڈلی سے کپڑا ہٹا رہا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آ گئے اور آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست فرمالیا اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

راوی حدیث حضرت عائشہ صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ لوگ چلتے گئے تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ کیا وجہ کہ میرے باپ حضرت صدیق اکبر آئے تو آپ بدستور لیٹے رہے پھر حضرت عمر فاروق اعظم آئے تو آپ بدستور لیٹے رہے اور جنبش نہیں فرمائی لیکن جب حضرت عثمان غنی آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کرلیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس سوال کے جواب میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَسْتَحْيِي مِن رَّجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنهُ الْمَلَائِكَةُ. یعنی کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

سبحان اللہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ کیا ہی بلند و بالا ہے اور عظمت والا ہے کہ فرشتے آپ سے حیا کرتے ہیں یہاں تک کہ سید الانبیاء اور نبی الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ سے حیا فرماتے ہیں۔

ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے

ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں بیعت رضوان کا حکم فرمایا اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی حیثیت سے مکہ معظّمہ گئے ہوئے تھے لوگوں نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی جب سب صحابہ کرام بیعت کر چکے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام سے گئے ہوئے ہیں پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے خود بیعت فرمائی لہٰذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے ان ہاتھوں سے بہتر ہے جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لیے بیعت کی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا یہ وہ فضیلت ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے یعنی اس فضیلت سے ان کے سوا اور کوئی دوسرا صحابی کبھی مشرف نہیں ہوا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رومہ کنویں کو کھدوائے اس کے لیے جنت ہے پس اسے حضرت عثمان نے کھدوایا اور فرمایا جو تنگی والے لشکر کا سامان مہیا کر دے اس کو جنت ملے گی تو حضرت عثمان نے سامان فراہم کر دیا۔ (صحیح البخاری باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اب اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو بار جنت خریدی ہے ایک بار تو بیر رومہ خرید کر اور دوسری بار جیش عسرہ کے لیے سامان دے کر۔

جیش عسرہ کے لیے جو سامان آپ نے فراہم کیا تھا اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے اور بیر رومہ کی خریداری کا واقعہ یہ ہے کہ جب سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو اس زمانے میں وہاں بیر رومہ کے علاوہ اور کسی کنوے کا پانی میٹھا نہ تھا یہ کنواں وادی عقیق کے کنارے ایک پر فضا باغ میں ہے جو مدینہ طیبہ سے تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اس کنویں کا مالک یہودی تھا جو اس کا پانی فروخت کیا کرتا تھا اور مسلمانوں کو پانی کے لئے سخت تکلیف تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھا کنواں ۱۲ ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا اور طے یہ پایا کہ ایک روز مسلمان پانی بھریں گے اور دوسرے دن یہودی مگر جب کنویں کے مالک یہودی نے دیکھا کہ مسلمان ایک روز میں دو روز کا پانی بھر لیتے ہیں اور میرا پانی خاطر خواہ نہیں بکتا تو پریشان ہو کر بقیہ آدھا بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں بیچ دیا۔ (اس کنویں کو آج کل بیر حضرت عثمان کہتے ہیں)

حضرت عثمان ابن موہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی مصر سے آیا اس نے حج کیا اور چند آدمیوں کو ایک جگہ بیٹھے ہوئے دیکھ کر پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟

کسی نے کہا یہ قریش ہیں۔

پوچھا ان کا سردار کون ہے؟

لوگوں نے کہا حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

وہ کہنے لگا اے ابن عمر میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس کا جواب مرحمت

فرمائیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان غزوۂ احد سے فرار کر گئے تھے؟

جواب دیا ہاں! پھر پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان غزوۂ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے؟

جواب دیا ہاں! پھر دریافت کیا کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ عثمان بیعت رضوان کے وقت موجود نہیں بلکہ غائب ہی رہے۔

جواب دیا ہاں! اس نے اللہ اکبر کہا (بظاہر اس مصری شخص کا سوال تھا لیکن حقیقت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی پر اس کا اعتراض تھا)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ٹھہریے میں ان واقعات کی حقیقت بیان کرتا ہوں جو انہوں نے جنگ احد سے راہ فرار اختیار کی تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا اور انہیں بخش دیا گیا رہا وہ غزوہ بدر سے غائب رہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی ان کے یعنی حضرت عثمان غنی کے نکاح میں تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں تو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تمہارے لیے بھی شاملین بدر کے برابر اجر اور حصہ ہے رہی بیعت رضوان سے غائب ہونے کی بات تو مکہ مکرمہ کی سرزمین میں حضرت عثمان سے بڑھ کر کوئی دوسرا معزز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی جگہ اسے اہل مکہ کے پاس بھیجتے اور بیعت رضوان کا واقعہ تو ان کے مکہ مکرمہ میں تشریف لے جانے کے بعد ہی پیش آیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کے لیے فرمایا یہ عثمان کا

ہاتھ ہے اس کے بعد اسے دوسرے دست مبارک پر مار کر فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے پھر حضرت ابن عمر نے اس شخص سے فرمایا کہ ابھی جو میں نے تیرے سامنے بیان کیا ہے تو ان بیانات کو اپنے ساتھ لیتا جا کہ یہی تیرے سوالات کے مکمل جوابات ہیں۔(صحیح البخاری حدیث ۳۶۹۸ باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

تنبیہ: ان احادیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مبارک زندگی میں اپنی پاک دولت سے جنت خریدلی اور آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی تو اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عثمان غنی جنتی ہیں اور داماد پیغمبر ہیں اور خلیفہ برحق ہیں۔

اعتراض کرنے والے تو اس زمانے میں بھی اعتراض کر چکے مگر اس کا شافی ودافی جواب صحابی رسول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دیا اور صحابہ کرام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بعد سارے صحابہ میں افضل مانتے اور جانتے تھے لہٰذا ہم کو بھی چاہیے کہ صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو افضل جنتی اور خلیفہ برحق تسلیم کریں اسی میں نجات ہے۔

فضائل حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

حضرات! دنیا میں بے شمار انسان پیدا ہوئے جن میں اکثر ایسے ہوئے کہ ان میں کوئی کمال وخوبی نہیں اور بعض انسان ایسے ہوئے جو صرف چند خوبیاں رکھتے تھے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی وہ ذات ستودہ صفات ہے جو بہت سے کمال اور خوبیوں

کی جامع ہے۔

آپ شیر خدا بھی ہیں اور داماد مصطفیٰ بھی، حیدر کرار بھی ہیں اور صاحب ذوالفقار بھی، سیدہ فاطمۃ الزہرا کے شوہر نامدار بھی ہیں اور حسنین کریمین کے والد بزرگوار بھی، صاحب شجاعت بھی ہیں اور صاحب سخاوت بھی، فصاحت و بلاغت والے بھی ہیں اور عبادت وریاضت والے بھی، علم والے بھی ہیں حلم والے بھی، فاتح خیبر بھی ہیں اور میدان خطابت کے شہہ سوار بھی، غرضیکہ آپ بہت سے کمال ومحاسن کے جامع ہیں اور ہر ایک میں ممتاز و یگانۂ روزگار بھی ہیں اسی لیے دنیا آپ کو مظہر العجائب والغرائب سے یاد کرتی ہے اور قیامت تک اسی طرح یاد کرتی رہے گی۔

آپ کا نام نامی حضرت علی بن ابو طالب ہے اور کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے صاحبزادے ہیں یعنی حضور کے چچازاد بھائی ہیں آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے اور یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔
(تاریخ الخلفاء ص ۲۴۱)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے: علی ابن ابو طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سن ۳۰ عام الفیل میں پیدا ہوئے یعنی ابرہا اور اس کے لشکریوں نے جس سال خانۂ کعبہ پر چڑھائی کی اس کے ۳۰ سال بعد آپ پیدا ہوئے اور اعلان نبوت سے پہلے ہی مولائے کل سید الرسل، حبیب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں آئے کہ جب قریش قحط میں مبتلا ہوئے تھے تو حضور نے ابو طالب

پرعیال کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو لے لیا تھا اس طرح حضور کے سایہ میں آپ نے پرورش پائی اور حضور ہی کی گود میں ہوش سنبھالا آنکھ کھلتے ہی حضور کا جمال جہاں آرا دیکھا انہیں کی باتیں سنیں انہیں کی عادتیں دیکھیں اس لیے بتوں کی نجاست سے آپ کا دامن کبھی آلودہ نہ ہوا یعنی آپ نے کبھی بت پرستی نہ کی اسی لیے آپ کا لقب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہوا۔ (تنزیہ المکانۃ الحیدریہ وغیرہ)

حضرت علی کا قبول اسلام

نوعمر لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسلام قبول فرمایا تاریخ الخلفاء میں ہے کہ جب آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر مبارک دس سال تھی بلکہ بعض لوگوں کے قول کے مطابق نو سال اور بعض کہتے ہیں آٹھ سال اور کچھ لوگ اس سے بھی کم بتاتے ہیں اور امام اہل سنت حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان تنزیہ المکانۃ الحیدریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بوقت اسلام حضرت علی کی عمر آٹھ دس سال تھی۔

فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ احادیث کی روشنی میں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں بلکہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جتنی حدیثیں حضرت علی کی فضیلت میں ہیں کسی اور

صحابی کی فضیلت میں اتنی حدیثیں نہیں ہیں۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں رہنے کا حکم دیا اور اپنے ساتھ نہیں لیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے یہاں عورتوں اور بچوں پر اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑے جاتے ہیں۔

تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔أَمَا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةَهَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ؟۔

یعنی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑے جاتا ہوں کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاتے وقت ۴۰ دن کے لیے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ بنایا تھا اسی طرح جنگ تبوک کی روانگی کے وقت میں تم کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر جا رہا ہوں لہٰذا جو مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک حضرت ہارون علیہ السلام کا تھا وہی مرتبہ ہماری بارگاہ میں تمہارا ہے اس لیے اے علی تمہیں خوش ہو جانا چاہیے تو ایسا ہی ہوا کہ اس خوشخبری سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی ہو گئی رافضی اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بلافصل ہونے کا استدلال کرتے ہیں جو صحیح

نہیں اس لیے کہ حضور نے علی کو خلیفہ مطلق نہیں بنایا تھا بلکہ ان کی خلافت محض خانگی امور کی نگرانی اور اہل وعیال کی دیکھ بھال کے لیے تھی اسی سبب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ کو مدینہ طیبہ کا صوبہ دار حضرت سباع عرفطہ کو مدینہ پاک کا کوتوال اور حضرت ابن ام مکتوم کو اپنی مسجد کا امام بنایا تھا رضی اللہ عنہم۔

نوٹ: مزید جوابات کے لیے تحفہ اثناء عشریہ کا مطالعہ کریں۔

ترمذی شریف میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی سے منافق محبت نہیں کرتا اور مومن علی سے بغض و عداوت نہیں رکھتا سبحان اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کیا ہی بلند و بالا شان ہے کہ سرکار اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے محبت نہ کرنے کو منافق ہونے کی علامت ٹھہرایا اور آپ سے بغض وعداوت رکھنے کو مومن نہ ہونے کا معیار قرار دیا یعنی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہ کرے وہ منافق ہے اور جو ان سے بغض و عداوت رکھے وہ مومن نہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من سب عليا فقد سبني**۔ یعنی جس نے علی کو برا بھلا کہا تو تحقیق اس نے مجھ کو برا بھلا کہا۔ (مشکوۃ شریف)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا قرب اور نزدیکی حاصل ہے کہ جس نے ان کی شان میں گستاخی و بے ادبی کی تو گویا اس نے حضور کی شان میں گستاخی و بے ادبی کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ علی کی توہین کرنا حضور کی توہین کرنا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِي مَوْلَاهُ

روایت ہے حضرت براء ابن عازب اور حضرت زید ابن ارقم سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خم تالاب پر اترے تو جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مسلمان کا والی ہوں اس کی جان سے زیادہ قریب ہوں لوگ بولے ہاں تو فرمایا اللهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ یعنی الٰہی جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا یعنی دوست ہیں الٰہی جو ان سے محبت کرے تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے دشمنی کرے تو تو اس سے دشمنی فرما جناب علی سے اس کے بعد حضرت عمر ملے اور بولے اے ابو طالب کے فرزند مبارک ہو کہ تم نے صبح سویرا پایا اور اس طرح کہ تم ہر مومن مرد وعورت کے مولا ہو مسند احمد۔ (بحوالہ مشکوۃ شریف)

اور حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کھلے میدان میں بہت سے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں اللہ کی قسم دے کر تم لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم غدیر خم میں میرے متعلق کیا ارشاد فرمایا تھا تو اس مجمع میں سے تیس آدمی کھڑے ہوئے ان لوگوں نے گواہی دی کہ حضور نے اس روز فرمایا تھا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اللهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادَ مَنْ عَادَاهُ۔ یعنی جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں۔

اے الہ العالمین جو شخص علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو شخص علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ (تاریخ الخلفا)

خلافت اور محبت

دور حاضر بڑا پرفتن دور ہے اس دور میں ایمان بچانا بڑا مشکل امر ہے فرمان مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہوگا کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا وہ ایک فرقہ جنتی کون ہوگا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں ان ۷۳ فرقوں میں ایک فرقہ رافضی ہے جو حضرت علی کی شان اقدس میں غلو کرتا ہے یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں حد سے تجاوز کر کے ان کی ذات بابرکات سے ان باتوں کو منسوب کر رہا ہے جو ان میں نہیں ہے بزار ابو یعلی اور حاکم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ تمہاری حالت عیسی علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے ان سے یہاں تک دشمنی کی کہ ان کی والدہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی اور نصاری نے ان سے محبت کی تو اس قدر حد سے بڑھ گئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ یا اللہ کا بیٹا کہہ دیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو کان کھول کر سنو میرے بارے میں بھی دو گروہ ہلاک ہوں گے ایک میری محبت میں حد سے تجاوز کرے گا میری ذات سے ان باتوں کو منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں ہے اور دوسرا گروہ اس قدر بغض وعداوت رکھے گا کہ مجھ پر بہتان لگائے گا۔ (تاریخ الخلفاء)

اس حدیث شریف کی پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ہوئی بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دو فرقے گمراہ ہو کر ہلاک ہوئے ایک فرقہ رافضی اور دوسرا فرقہ خارجی رافضی اس لیے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حد

سے بڑھایا خلیفہ بلافصل مانا اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا انکار کیا اور ان کی مقدس شان میں تبرا بازی کی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات و وصال کے بعد خلیفۂ اول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانتے ہوئے **من کنت مو لا ہ فعلی مو لا ہ** اس حدیث کو دلیل بنا کر عوام کو گمراہ کیا یہاں تک کہ حضرت علی کو خدا کہہ دیا دیکھیے۔(تحفۂ اثناعشریہ باب اول)

اور خارجیوں نے ان سے اس قدر بغض و عداوت رکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر کہہ دیا۔ معاذ اللہ رب العالمین۔

قول مولائے کائنات رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعلان ضرور پڑھیں اور عبرت حاصل کریں امام احمد اور بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دلائل النبوہ میں عمرو ابن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں فتح یاب ہوئے تو آپ نے فرمایا اے لوگو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس امارت کے معاملے میں ہم سے کوئی وصیت نہیں فرمائی تھی کسی کو خلافت کے لیے نامزد نہیں فرمایا تھا ہم نے اپنی رائے سے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا سبحان اللہ اور انہوں نے دین کی اقامت و استقامت فرمائی حتی کہ آپ فوت ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا مناسب سمجھا پس حضرت عمر نے بھی دین کی اقامت و استقامت فرمائی اور دین کو ان کے زمانے میں مخالفین سے آرام ملا پھر ان

کے بعد لوگوں نے دنیا طلبی کی تو خداوند تعالیٰ کے امور مقدرہ پیش آئے۔(تاریخ الخلفاء)

جھوٹی اور بے اصل روایتیں

امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رافضیوں کے نزدیک اس بارے میں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے امر خلافت کی وصیت فرمائی تھی بہت سی جھوٹی اور بے اصل روایتیں مشہور ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ بات ناممکن تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے وصیت وخلافت ہوتے ہوئے وہ خود امیر بن جاتے بلکہ وہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو یہ پسند کرتے کہ اگر امر خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی وصیت ہوتی تو وہ حضرت علی کے مطیع ومنقاد(فرمانبردار) ہو جاتے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی وصیت نہیں پائی گئی۔(تاریخ الخلفاء ا)

دین کے لیے منتخب ہی دنیاوی معاملات میں مقدم

حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہم نے اپنے امر میں غور کیا تو دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کو نماز میں آگے کیا تھا یعنی امام بنایا تھا تو ہم نے اپنے دنیاوی معاملات کے لیے بھی اسی شخص کو مقدم کیا جسے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے منتخب فرمایا تھا تو ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا۔

حدیث اشارۂ خلافت

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے ابویعلی نے ان سے یحیٰ نے ان سے حشرج نے ان سے سعید ابن جمہان نے اور ان سے سفینہ رضی اللہ عنہم نے وہ کہتے ہیں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد بنائی تو اس کی نیو (بنیاد) میں پہلے اپنے دست مبارک سے ایک پتھر رکھا اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میرے پتھر کے ساتھ ایک پتھر رکھو چنانچہ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے پتھر کے ساتھ ایک پتھر رکھو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ عمر کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھو پھر فرمایا یہ میرے بعد خلفاء ہوں گے حضرت ابوزراعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا اسناد ٹھیک ہے چنانچہ حاکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مستدرک میں اسے روایت کیا ہے اور بیہقی وغیرہ نے اسے صحیح بتایا ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

اور یہ حدیث تو ایک اشارہ ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ ایک حدیث اور ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں میرا اور خلفائے راشدین کا طریقہ اختیار کرنا لازم ہے حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے عیاض ابن ساریہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور ایک اور حدیث مبارک میں فرمایا

کہ ان لوگوں کی جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے پیروی کرو یعنی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی اوران جیسی اور بھی احادیث مبارکہ ہیں جن سے اشارۂ خلافت نکلتا ہے۔(تاریخ الخلفاء)

خلفائے ثلاثہ اور حضرت مولا علی رضوان اللہ علیہم اجمعین

یہ حقیقت ضرور پڑھیں

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے خلفائے ثلاثہ میں سے یعنی حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہر ایک کی خلافت کو بخشی منظور فرمایا ہے اور کسی کی خلافت سے انکار نہیں فرمایا ہے جیسا کہ ابن عساکر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکوّاء اور قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر آپ سے پوچھا کہ آپ ہمیں یہ بتلائیے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے تو یہ بات کہاں تک سچ ہے اس لیے کہ آپ سے زیادہ اس معاملے میں صحیح بات اور کون بتا سکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا جب میں نے سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی تو اب میں غلط بات آپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح کا کوئی وعدہ مجھ سے کیا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور کے ممبر پر نہ کھڑا ہونے دیتا میں ان دونوں کو انھیں ہاتھوں سے قتل کر

ڈالتا چاہے میرا ساتھ دینے والا کوئی نہ ہوتا اور یہ تو سب لوگ جانتے ہیں۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اچانک کسی نے قتل نہیں کیا اور نہ ہی آپ کا یکا یک وصال ہوا بلکہ کئی دن تک آپ کی طبیعت ناساز رہی اور جب آپ کی بیماری نے زور پکڑا اور مؤذن نے آپ کو نماز کے لیے بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور مشاہدہ فرماتے رہے مؤذن نے پھر آپ کو نماز کے لیے بلایا تو حضور نے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کے لیے فرمایا آپ کی ازواج مطہرات میں سے ایک (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت سے باز رکھنا چاہا تو حضور نے ناراضگی ظاہر کی اور فرمایا کہ تم لوگ تو یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتیں ہوں حضرت ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم نے خلافت کے متعلق غور کرنے کے بعد پھر انہیں کو اپنی دنیا کے لیے اختیار کر لیا جس کو پیارے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کے لیے منتخب فرمایا تھا چونکہ نماز دین کی اصل ہے اور حضور دین و دنیا دونوں کے قائم فرمانے والے تھے اس لیے ہم سب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بھی بیعت کر لی اور سچی بات یہی ہے کہ حضرت ابوبکر ہی اس کے اہل تھے اس لیے کسی نے آپ کے خلافت میں اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور نہ کسی نے آپ کی خلافت سے روگردانی کی اسی بنا پر میں نے بھی آپ کا حق ادا کیا اور آپ کی

اطاعت کی میں نے آپ کے لشکر میں شریک ہو کر کافروں سے جنگ کی مال غنیمت یا بیت المال سے جو آپ نے دیا وہ ہم نے بخوشی قبول کیا اور جہاں کہیں آپ نے مجھے جنگ کے لیے بھیجا میں گیا اور دل کھول کر لڑا یہاں تک کہ ان کے حکم سے شرعی سزائیں بھی دیں یعنی حدود جاری کئے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا اور وہ یعنی حضرت عمر حضرت ابوبکر صدیق کے بہترین جانشین اور سنت نبوی پر عمل کرنے والے تھے تو ہم نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے پر بھی کسی شخص نے بالکل اختلاف نہیں کیا اور نہ کوئی کسی کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوا اور ایک فرد بھی آپ کی خلافت سے بیزار نہیں ہوا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حقوق بھی ادا کیے اور پورے طور پر ان کے اطاعت کی اور ان کے لشکر میں بھی شریک ہو کر دشمنوں سے جنگ کی اور انہوں نے جو کچھ بھی مجھے دیا میں نے خوشی سے لے لیا انہوں نے یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے لڑائیوں پر بھیجا میں نے دل کھول کر کافروں سے مقابلہ کیا اور آپ کے زمانۂ خلافت میں بھی اپنے کوڑوں سے مجرموں کو سزائیں دیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت اور اسلام لانے میں سبقت اور اپنی دوسری فضیلتوں کی جانب دل میں غور کی تو مجھے یہ خیال ضرور پیدا ہوا کہ اب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

میری خلافت کے بارے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا لیکن غالباً حضرت عمر کو یہ خوف ہوا کہ وہ کہیں ایسا خلیفہ نامزد نہ کر دیں کہ جس کے اعمال کا خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر میں جواب دینا پڑے اس خیال کے پیش نظر انہوں نے یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اولاد کو بھی خلافت کے لیے نامزد نہیں فرمایا بلکہ خلیفہ کے مقرر کرنے کا مسئلہ چھ قریشیوں کے سپرد کیا جن میں سے ایک میں بھی تھا جب ان چھ ممبروں نے انتخاب خلیفہ کے لیے کمیٹی طلب کی تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ اب خلافت میرے سپرد کر دی جائے گی اور یہ کمیٹی میرے برابر کسی دوسرے کو حیثیت نہیں دے گی اور مجھ کو خلیفہ منتخب کرے گی۔

جب کمیٹی کے سب افراد جمع ہو گئے تو حضرت عبد الرحمن بن عوف نے ہم لوگوں سے وعدہ لیا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو خلیفہ مقرر فرما دے ہم سب اس کی اطاعت کریں گے اور اس کے احکام کو خوشی سے بجا لائیں گے اس کے بعد عبد الرحمن بن عوف نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اس وقت میں نے سوچا کہ میری اطاعت میری بیعت پر غالب آ گئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا تھا وہ اصل میں دوسرے کی بیعت کے لیے تھا بہر حال میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بھی بیعت کر لی اور خلیفۂ اول و دوم کی طرح ان کی اطاعت بھی قبول کر لی ان کے حقوق ادا کیے ان کی سر کردگی میں جنگیں لڑیں ان کے عطیات کو قبول کیا اور مجرموں کو شرعی سزائیں بھی دیں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد مجھے خیال پیدا ہوا کہ وہ دونوں خلیفہ کہ جن سے میں نے نماز کے سبب بیعت کی تھی وصال فرما چکے اور جن کے لیے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی رخصت ہو گئے لہٰذا یہ سوچ کر میں نے بیعت لینی شروع کر

دی مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کے باشندوں نے اور کوفہ و بصرہ کے رہنے والوں نے میری بیعت کر لی اب خلافت کے لیے میرے مقابل وہ شخص کھڑا ہے یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو قرابت اور علم اور سبقت اسلام میں میرے برابر نہیں اس لیے میں اس شخص کے مقابلے میں خلافت کا زیادہ مستحق ہوں۔ (تاریخ الخلفاء)

قارئین اسے ضرور پڑھیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس تفصیلی بیان سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد حضرت علی کو خلافت کے لیے نامزد نہیں فرمایا تھا اور نہ ان سے اس قسم کا کوئی وعدہ فرمایا تھا اسی لیے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت سے انکار نہیں کیا اور نہ ان کی مخالفت کی بلکہ ہر طرح سے ان کا تعاون کیا اور ان کی عطیات کو قبول کیا۔

ایک اہم نکتہ

دراصل راز یہ ہے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بلافصل خلیفہ منتخب ہو جاتے تو خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم، محبوب خدا سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافت کی نعمت سے سرفراز نہ ہو پاتے سب حضرات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے عہد ہی

میں انتقال فرما جاتے حالانکہ علم الٰہی میں یہ مقدر ہو چکا تھا کہ وہ تینوں حضرات بھی حضور کی نیابت سے سرفراز ہوں گے تو خدائے تعالیٰ قادر مطلق نے صحابہ کرام کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ یعنی صحابہ کرام اسی ترتیب سے خلیفہ منتخب کریں کہ جس ترتیب کے ساتھ دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں تا کہ ان حضرات میں سے کوئی بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے محروم نہ رہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تنبیہ: معزز قارئین کرام آپ نے خلفائے اربعہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق وحضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہم کے مختصر فضائل واقوال ملاحظہ کر چکے یوں تو ان مقدس شخصیات کے فضائل کے لیے الگ الگ دفتر کے دفتر ناکافی ہیں مگر قارئین کے ایمان وعقائد کو مضبوط کرنے کے لیے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

خصوصیت کے ساتھ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم کے اقوال بار بار پڑھیں وہ لوگ جن کے اندر رافضیت کی گندگی ہے اور وہ لوگ بھی جن کے دلوں میں ہلکی سی بھی رافضیت وخارجیت کی ناپاکی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت سے جو انکار کرے وہ گمراہ وبد مذہب ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت وخلافت کا جو انکار کرے وہ خارجی وناصبی ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ اہل سنت والجماعت کے لوگ ان حضرات کی عظمت و فضیلت کے کل بھی قائل ومعتقد تھے اور انشاء اللہ صبح قیامت تک رہیں گے اور اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل کے اور جنت کے مستحق ہیں اور مستحق رہیں گے جب کہ رافضی ناصبی خارجی ان خلفائے اربعہ کی شان مقدس میں توہین وگستاخیاں کر کے لعنت وجہنم کے حقدار ہیں اور رہیں گے لہٰذا گستاخان خلفائے اربعہ ہوش کے ناخن

لیں اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے صدق دل سے توبہ کر کے ان حضرات کے فضائل و عظمت کے معتقد ہو کر اپنے دین و ایمان کی اصلاح کر کے جنت کے حقدار بن جائیں۔

دور حاضر بڑا پرفتن دور ہے اس دور میں نیم مولوی، رافضی ممالک کے مال و دولت پر بک چکے ہیں اور عوام کو گمراہ کرنے کے لیے سب سے پہلے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ وصحابئ رسول امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو جنگیں ہوئیں ان کو پیش کر کے حضرت امیر معاویہ کی شان میں گستاخیاں کرتے اور کرواتے ہیں پھر جب عوام کے دلوں پر رسوخ حاصل کر لیتے پھر خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی شان اقدس میں گستاخیاں کرتے اور کروا کر عوام کو گمراہ و بد مذہب و بد دین بنا دیتے ہیں لہٰذا ان نیم مولویوں کے چکر میں پڑ کر اپنا ایمان و عقیدہ تباہ و برباد نہ کریں بلکہ جب کبھی رافضیت زدہ مولوی آپ کو بہکائے تو براہ راست علمائے اہل سنت سے رابطہ کر کے اپنے مسائل کو سلجھا لیں اور سارے صحابہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے بے لوث عقیدت رکھیں اسی میں نجات ہے۔

ایک سچے عاشق رسول نے ہمارے ایمان کی حفاظت کے لیے ہم کو آگاہ کیا ہے اور کہا ہے۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

عظمت صحابہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ سارے صحابہ کی محبت لازم ہے اس لیے کہ تمام صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں اور محبوب کا محبوب محبوب ہی ہوا کرتا ہے لہٰذا جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعوی کرے اور ان کے صحابہ سے محبت نہ کرے وہ جھوٹا ہے۔

حدیث : نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے بعد انہیں نشانہ اعتراض نہ بنانا جس نے ان سے محبت رکھی اس نے میری محبت کے سبب ان سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کے سبب ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ رب العزت کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی قریب ہے کہ اللہ تعالی اسے اپنی گرفت میں لے لے۔(مشکوۃ شریف)

دیکھیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح لفظوں میں فرمادیا کہ میری محبت کے سبب میرے صحابہ سے محبت ہوگی اور میرے بغض کے سبب میرے صحابہ سے بغض ہوگا یعنی جو شخص حضور سے محبت رکھتا ہے وہ ان کے صحابہ سے ضرور محبت کرے گا اور جو شخص صحابہ سے بغض وعداوت رکھتا ہے وہ حضور کے بغض وعداوت کے سبب صحابہ سے بغض وعداوت رکھتا ہے۔

لہٰذا حدیث شریف نے فیصلہ کردیا کہ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

محبت کا دعوی کرتا ہےمگر ان کے صحابہ سے بغض و عداوت رکھتا ہے وہ جھوٹا ہےاس لیے کہ صحابہ سے اس کا بغض وعداوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعداوت کے سبب ہے۔العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بعض لوگ جوحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعوی دار ہیں وہ بہت سے صحابہ کرام خصوصاحضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت رکھتے ہیں کھلم کھلا ان کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرتے ہیں اوران کونشانۂ اعتراض بناتے ہیں اس لیے ہم ان کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالتے ہیں اوران کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہیں اوران پر کیے گئے اعتراض کا جواب دیتے ہیں بغور ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امیر معاویہ کا قبول اسلام

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کب قبول کیا؟اس کے بارے میں حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ خاص صلح حدیبیہ کے دن چھ ہجری میں اسلام لائے مگر مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رکھا پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے انہوں نے ظہور اسلام کے لحاظ سے کہا ہے جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ در پردہ جنگ بدر کے دن ہی ایمان لا چکے تھے مگر احتیاطاً اپنا ایمان چھپائے رہے اور فتح مکہ میں ظاہر فرمایا تو لوگوں نے حضرت عباس کو بھی فتح مکہ کے مومنوں میں شمار کر دیا حالانکہ آپ قدیم الاسلام تھے بلکہ بدر میں کفار مکہ کے ساتھ مجبوراً

تشریف لائے تھے اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی مسلمان عباس کو قتل نہ کرے وہ مجبوراً لائے گئے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ کے حدیبیہ میں ایمان لانے کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام احمد نے امام باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہم سے روایت فرمایا کہ امام باقر سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان سے امیر معاویہ نے فرمایا کہ میں نے حضور کے احرام سے فارغ ہوتے وقت حضور کے سر شریف کے بال مروہ پہاڑ کے پاس کاٹے۔

نیز وہ حدیث بھی دلیل ہے جو بخاری شریف نے بروایت طاؤس عبداللہ بن عباس سے روایت فرمائی کہ حضور کی یہ حجامت کرنے والے امیر معاویہ ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حجامت عمرۂ قضا میں واقع ہوئی جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد سن ۷ ہجری میں ہوا کیونکہ حجۃ الوداع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا تھا اور قارن مروہ پر حجامت نہیں کراتے بلکہ منیٰ میں دسویں ذی الحجہ کو کراتے ہیں نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع میں بال نہ کٹوائے تھے بلکہ سر منڈایا تھا اور ابوطلحہ نے حجامت کی تھی تو لامحالہ امیر معاویہ کا یہ حضور کے سر مقدس کے بال تراشنا عمرۂ قضا میں فتح مکہ سے پہلے ہوا کہ امیر معاویہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔

امیر معاویہ پر ایک نظر نبی اکرم ﷺ سے حضرت امیر معاویہ کا رشتہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والد کی طرف سے پانچویں پشت اور والدہ کی طرف سے پانچویں پشت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے دادا عبد مناف سے مل جاتے ہیں یعنی عبد مناف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے دادا ہیں اور حضرت امیر معاویہ کے پانچویں دادا ہیں جس سے ظاہر ہوا کہ حضرت امیر معاویہ نسب کے لحاظ سے آقائے دو جہاں مالک کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی اہل قرابت میں سے ہیں اور رشتے میں رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے حقیقی سالے ہیں اس لیے کہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا جو حضور کی زوجہ مطہرہ ہیں وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں اس لیے عارف باللہ مولانا روم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مثنوی شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تمام مومنوں کا ماموں تحریر فرمایا ہے۔

صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

برادران اسلام! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں اور صحابی وہ خوش نصیب مسلمان ہے جس نے ایمان کی حالت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پھر ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا اور صحابیت وہ درجہ ہے کہ کوئی شخص غیر صحابی خواہ کتنا ہی بڑا ولی اور غوث وقطب ہو کسی صحابی کے درجہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

فضائل صحابہ قرآن کی روشنی میں

صحابی کی فضیلت میں بہت سی آیات کریمہ نازل ہوئی ہیں جن میں سے چند آیتیں پیش کی جا چکی اور چند آیتوں کا ترجمہ پھر پیش کرر ہا ہوں۔

پارہ ۱۱ رکوع ۱ میں ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں خدائے تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کرر کھے ہیں کہ جن کے نیچے دریا جاری ہیں وہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے وہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

پارہ ۲۸ رکوع ۴ میں ہے۔

ترجمہ: وہی لوگ سچے ہیں۔

پارہ ۲۸ رکوع ۴ میں یہ بھی ہے۔

ترجمہ: وہی لوگ کامیاب اور فلاح یافتہ ہیں۔

پارہ ۱۱ ع ۶ میں ہے۔

ترجمہ: وہی لوگ سچے اور ایمان والے ہیں۔ ان کے لیے مغفرت اور رزق کریم ہے۔

پارہ ۱۸ رکوع ۹ میں ہے۔

ترجمہ: وہ ان الزاموں سے بری ہیں جو لوگ کہتے ہیں۔ ان کے لیے بخشش اور اچھی روزی ہے۔

پارہ ۲۷ رکوع ۱۷ میں ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سارے صحابہ سے بھلائی یعنی جنت کا وعدہ کیا ہے۔

فضائل صحابہ حدیث کی روشنی میں

صحابۂ کرام کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں ان میں سے چند حدیثیں آپ لوگ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: أَكْرِمُوا أَصْحَابِي، فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ۔ میرے صحابہ کی عزت کرو اس لیے کہ وہ تم سب سے بہتر ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ۵۵۴)

(۲) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ۔ میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاجاؤ گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۳) اور بخاری شریف ومسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف کی متفق علیہ حدیث ہے۔ ہمارے سرکار مدینہ کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ترجمہ: تم میرے صحابہ کو گالی مت دو اور نہ برا بھلا کہو اس لیے کہ تم میں سے اگر کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان کے مد یا آدھے مد کے برابر نہیں ہوسکتا جو انہوں نے خرچ کیا۔

(۴) اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا تَسُبُّوهُمْ، لَعَنَ اللهُ مَنْ سَبَّهُمْ۔

ترجمہ: صحابہ کو گالی نہ دو اور ان کو برا بھلا نہ کہو جو شخص ان کو گالی دے اور بھلا برا کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (اشرف المؤبد صفحہ ۱۰۲)

(۵) اور رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے

مجھے منتخب فرمایا اور میرے لیے اصحاب منتخب فرمایا اور میرے لیے ان میں سے وزراء انصار اور خسر بنائے تو جو شخص انہیں گالی دے اور برا بھلا کہے اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس کا نہ فرض قبول فرمائے گا اور نہ نفل۔(رواہ الطبرانی)

(۶) خود رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہوں اور ان کو برا بھلا کہتے ہوں تو کہو تمہارے شر پر خدا کی لعنت۔(مشکوٰۃ شریف)

(۷) اور پیارے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا۔یعنی جب صحابہ کا ذکر کیا جائے تو رک جاؤ یعنی ان پر نکتہ چینی نہ کرو۔(اشرف المؤید ۱۰۲)

(۸) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی نہ دو اس لیے کہ ان کا ایک گھڑی رات میں عبادت کرنا تمہاری تمام زندگی کے عبادت سے بہتر ہے۔(اشرف المویدہ ۱۰۲)

تنبیہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے جھوٹی محبت کے دعویدار جو حضور کے محبوب صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں وہ ان احادیث کریمہ سے سبق حاصل کریں اپنی زبانوں کو روکیں کسی صحابی کو برا بھلا کہہ کر خصوصیت کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گالی گلوج کر کے برا بھلا کہکے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہ پہنچائیں اور نہ لعنت کے مستحق بنیں کیونکہ حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حضور کے صحابی ہیں اس لیے کہ۔

ہر صحابیٔ نبی جنّتی جنّتی

حضرت امیر معاویہ کے لیے دعائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت اور قرابت کے علاوہ اور بھی بہت سی فضیلت ثابت ہے جن میں سے چند قارئین کے پیش نظر ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللھم عَلِّمْ معاویة الْکِتَاب وَ الْحِسَاب، وَ قِهِ الْعَذَاب۔ یعنی اے اللہ تو معاویہ کو کتاب قرآن کریم اور حساب کا علم عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا۔ (رواہ احمد مسندہ)

اور حضرت عبدالرحمن بن ابوعمیرہ صحابی مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے لیے فرمایا: الھم اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا، وَ اهْدِ بِهِ النَّاسَ۔ یعنی اے اللہ معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا دے یعنی ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا دے اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔ (رواہ ترمذی مشکوۃ)

اور ابن ابی شیبہ مصنف میں اور طبرانی معجم کبیر میں عبدالملک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھ سے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یَا مُعَاوِيَةُ، إِذَا مَلَكْتَ فَأَحْسِنْ۔ اے معاویہ جب تم بادشاہ ہو جاؤ تو لوگوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۲)

تنبیہ: قارئین کرام! حضور اکرم نور مجسم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعائیں فرمائیں کہ یا اللہ معاویہ کو قرآن و حساب کا علم عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا اور انہیں ہادی و مہدی بنا تو بے شک اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے تو ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہادی ہوئے اور مہدی بھی ہوئے اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت بھی ہوئی اور آپ جہنم سے آزاد ہیں اور جنت کے حقدار ہیں تو ایسی ذات بابرکات کو برا بھلا کہنا یقیناً اللہ و رسول کی ناراضگی کا سبب ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی قرابت دار کاتب وحی یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ہرگز ہرگز گستاخی کر کے اپنی آخرت برباد نہ کریں۔

حضرت علی و حضرت امیر معاویہ میں اختلاف کی وجہ

برادران ملت! حضرت علی و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کو مصر کے بلوائیوں نے گھیر لیا ان پر پانی بند کر دیا اور پھر ان کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا اس کے بعد مہاجرین و انصار کے اتفاق رائے سے جب امیر المومنین حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خون عثمان کے قصاص کا مطالبہ کیا گیا مگر وہ بعض مصلحتوں کی بنا پر قاتلین عثمان سے قصاص نہ لے سکے جب یہ خبر

ملک شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو پیغام بھیجا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ طیبہ میں شہید کر دیا جانا بہت اہم معاملہ ہے لہٰذا جلد سے جلد قاتلین کو پوری سزا دی جائے اور ان پر قصاص جاری کیا جائے مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجودہ حالات سے مجبور تھے اس لیے وہ قاتلین کو کوئی سزا نہ دے سکے۔

حضرت علی سے حضرت امیر معاویہ کے اختلاف کی اصل وجہ یہی ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ حضرت علی کے مابین بھی اسی بنیاد پر اختلاف ہوا اسی لیے ان حضرات کے مابین جنگیں ہوئیں اور طرفین کے بہت سارے مسلمان شہید ہوئے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

حضرت امیر معاویہ پر اعتراضات وجوابات

برادران اسلام! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کچھ لوگ اعتراضات کرتے ہیں ہم ان کے اعتراضات کو نقل کر کے اپنے مدلل جوابات پیش کریں گے آپ بغور ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض (۱) گستاخان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پہلا اعتراض یہ ہے کہ امیر معاویہ نے ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا اور قتل کرایا اگر امیر معاویہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرتے تو مسلمانوں کا اتنا قتل نہ ہوتا اور مومن کو قتل کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب اور لعنت فرمائے گا اور اس کے لیے عذاب

تیار کر رکھا ہے (پ ۵ ع ۱۰)

لہذا امیر معاویہ اس آیت کے احکام میں داخل ہیں۔

جواب (۱) اس اعتراض کے دو جواب ہیں:

(اول) الزامی (دوسرا) تحقیقی

الزامی جواب یہ ہے کہ جس طرح حضرت امیر معاویہ پر الزام عائد کیا جا رہا ہے پھر تو حضرت عائشہ صدیقہ حضرت طلحہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہم پر بھی یہی الزام عائد ہو سکتا ہے اس لیے کہ ان حضرات نے بھی حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جنگ کی جس میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا کہ جنت کا ہونا یقینی ہے اس لیے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جنتی ہونے پر قران کی آیت شاہد ہے۔

اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر بھی قطعاً جنتی ہیں اس لیے کہ یہ دونوں حضرات عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دس جلیل القدر صحابہ کرام کو اپنی حیات مقدسہ میں جنت کی بشارت عطا فرمائی یہ دونوں حضرات انہی ۱۰ صحابہ کرام میں سے ہیں۔

اس اعتراض کا دوسرا جواب تحقیقی یہ ہے کہ مومن کے قتل کی تین صورتیں ہیں ایک تو یہ کی اس کے قتل کو حلال سمجھے اور یہ کفر ہے اس لیے کہ مومن کا قتل حرام قطعی ہے اور حرام قطعی کو حلال سمجھنا کفر ہے اور آیت کریمہ میں قتل کی یہی صورت مراد ہے اس لیے کہ کفر والا ہی ہمیشہ جہنم میں رہے گا نہ کہ ایمان والا، دوسرے یہ کہ مومن کے قتل کو حلال

نہیں سمجھتا مگر دنیاوی جھگڑوں میں اسے قتل کر دیا یہ کفر نہیں بلکہ فسق اور گناہ کبیرہ ہے جیسے حلال نہ سمجھتے ہوئے شراب پینا اور نماز کا قصداً ترک کرنا اور تیسری صورت خطائے اجتہادی سے ایک مومن کا دوسرے مومن کو قتل کرنا یہ نہ کفر ہے اور نہ فسق اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ اسی تیسری قسم میں داخل ہے آپ مجتہد تھے بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کہ امیر المومنین حضرت امیر معاویہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جبکہ فلاں مسئلہ میں انہوں نے یوں کہا تو آپ نے فرمایا **اصاب انه فقيه** یعنی انہوں نے ٹھیک کہا بے شک وہ فقیہ ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد ہیں وہ ثواب پائیں گے اگرچہ وہ خطا کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ مجتہد اگر اپنے اجتہاد میں خطا کرے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں اگر ہمارا یہ جواب معترض کو تسلیم نہیں تو پھر یہی اعتراض حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی ہوگا کہ انہوں نے بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ وحضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ میں بے شمار مومنوں کو قتل کیا اور کرایا اللہ عزوجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اعتراض (۲) دوسرا اعتراض کیا جاتا ہے کہ امیر معاویہ کے دل میں اہل بیت سے دشمنی تھی اس لیے انہوں نے اہل بیت کو ستایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے علی کو ستایا اس نے مجھ کو ستایا اور امیر معاویہ نے اہل بیت سے جنگ کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے والا مومن کب ہوسکتا ہے یہ ہے

مخالفین حضرت امیر معاویہ کا اعتراض

جواب (۲) اس اعتراض کے بھی دو جواب ہیں:

(اول) الزامی اور (دوسرا) تحقیقی

الزامی جواب یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم پر بھی یہی اعتراض وارد ہوگا کہ ان حضرات نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی ہے بلکہ کوئی مخالف حضرت علی کے بارے میں بھی یہی کہہ سکتا ہے کہ ان کے دل میں حضرت عائشہ صدیقہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم سے بغض و عداوت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کے بارے میں فرمایا ہے **من ابغضهم** یعنی جس نے صحابہ سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کے سبب ان سے بغض رکھا غرض کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس قسم کے اعتراض کرنے سے بہت سے صحابہ اور اہل بیت پر اعتراض وارد ہوگا خدا عزوجل ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے اب اس اعتراض کا دوسرا جواب تحقیقی ہے اور وہ یہ ہے کہ مخالفین اہل بیت تین قسم کے ہیں۔

(اول) حضور کے اہل بیت ہونے کی بنیاد پر ان سے جلنا حسد رکھنا اور یہ کفر ہے کیونکہ اس بنیاد پر ان سے جلنا حضور سے دشمنی کی خبر دیتا ہے جو کفر ہے۔

(دوسرے) کسی دنیاوی وجہ سے ناراض ہونا اگر اس میں نفسیات شامل ہیں تو گناہ ہے ورنہ نہیں جیسا کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ مابین خانگی معاملات میں بارہا شکر رنجی ہوئی ہے۔

(تیسرے) خطائے اجتہادی کی بنیاد پر اہل بیت سے نا اتفاقی ہو جائے یہ نہ کفر

ہے اور نہ گناہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تمام جنگیں اسی تیسری قسم کی تھیں۔

ان سب کے سینے ایک دوسرے کے کینے سے پاک تھے حضرت محمد بن محمود آملی نے اپنی کتاب نفائس الفنون میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امیر معاویہ کی مجلس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا علی شیر تھے علی ۱۴ ویں رات کا چاند تھے اور علی رحمت خدا کی بارش تھے حاضرین میں سے کسی شخص نے پوچھا کہ آپ افضل ہیں یا علی تو آپ نے فرمایا خُطُوطٌ مِنْ عَلِیٍّ خَیْرٌ مِنْ آلِ أَبِي سُفْیَانَ۔ یعنی علی کے نقش قدم ابوسفیان کی آل سے بہتر ہیں۔ (الناہیہ ۲۸)

سبحان اللہ یہ ہے حضرت مولا علی سے حضرت امیر معاویہ کی محبت (رضی اللہ عنہما) اور حضرت امام احمد بن حنبل اپنے مسند میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا اس مسئلہ کو حضرت علی سے پوچھو کہ وہ بڑے عالم ہیں اس شخص نے کہا کہ آپ ہی مسئلہ بتا دیں کہ آپ کا جواب مجھے ان کے جواب سے زیادہ پسند ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے بہت بری بات کہہ دی ہے کیا تو ان سے نفرت کرتا ہے جن کی عزت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور جن سے حضور نے فرمایا کہ اے علی تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسی کے لیے حضرت ہارون لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے مسئلہ پوچھنے والے سن حضرت علی کی عظمت کا یہ حال ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حل کراتے تھے اتنا فرمانے کے بعد آپ نے اس سے فرمایا
:قم لا اقام الله رجليك۔ تو میرے پاس سے اٹھ جا۔
اللہ تعالیٰ تیرے پیروں کو قیام نصیب نہ فرمائے۔ وہ شخص آپ کے یہاں سے وظیفہ پاتا تھا مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں بے ادبی کے سبب آپ نے اس کا نام وظیفہ پانے والے رجسٹر سے خارج کروادیا۔ (الناہیہ صفحہ ۲۷)

یہ ہے حضرت علی سے حضرت امیر معاویہ کی محبت (رضی اللہ عنہما) اور شیخ نور الحق بخاری شریف کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جنگ جمل کے دن حضرت علی نے حضرت طلحہ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے ان کی لاش کو دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ (الناہیہ صفحہ ۲۸)
اور حضرت علامہ فرہاروی مؤلف نبراس لکھتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ جمل سے الگ ہو کر نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی حالت میں حضرت علی کے ایک سپاہی عمرو بن جرموز نے ان کو شہید کر دیا اور جب ان کی تلوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیش کی گئی تو حضرت علی نے فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بشر قاتل ابن صفية بالنار، ابن صفیہ یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قاتل کو جہنم کی خوشخبری دے دو یہ سن کر عمرو بن جرموز نے کہا اے علی آپ کا معاملہ عجیب ہے اگر ہم آپ سے لڑیں تو جہنمی اور آپ کی طرف سے لڑیں تو جہنمی یہ کہہ کر اس نے غصہ میں اپنے پیٹ میں تلوار گھونپ کر خود ہی خودکشی کر لی (الناہیہ صفحہ ۱۳) اس طرح عمرو بن جرموز جہنم میں چلا گیا۔

تنبیہ: ان واقعات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام میں اختلاف

ضرور ہوا مگر وہ ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے آپس میں محبت رکھتے تھے ان کے سینے ایک دوسرے کے بغض و عداوت اور کینے سے پاک تھے جیسے کہ بھائی بھائی میں اختلاف ہو جاتا ہے یہاں تک کہ نوبتیں لڑائی تک پہنچ جاتی ہے مگر ایک دوسرے سے بغض و عداوت نہیں رکھتا خلاصہ یہ کہ اختلاف اور چیز ہے بغض وعداوت اور چیز ہے صحابہ کا آپس میں اختلاف ضرور رہا مگر کینہ اور بغض نہیں رہا لہٰذا ہمیں ان اختلافات صحابہ میں نہ پڑنا چاہیے اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک کی توہین وگستاخی کر کے اپنے اعمال وآخرت کو تباہ کرنا چاہیے بلکہ ہر صحابۂ کرام سے عقیدت ومحبت رکھنا چاہیے اسی میں بھلائی ہے۔

اعتراض (۳) یہ اعتراض بہت اہم سمجھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں یزید کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا اس میں انہوں نے تین غلطیاں کیں اول یہ کہ خلیفہ کا انتخاب عام لوگوں کی رائے سے ہونا چاہیے انہوں نے یزید کو خود کیوں خلیفہ بنا دیا دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنانا قانون اسلام کے خلاف ہے تیسرے یزید جیسے فاسق و فاجر کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور دے دینا ان کا سب سے بڑا جرم ہے اور کربلا کے سارے واقعات کی ذمہ داری انہیں پر ہے اگر وہ یزید کو خلیفہ نہ بنائے ہوتے تو کربلا کا ایسا دردناک واقعہ نہ ہوتا اور جب یزید جیسے فاسق و فاجر کو نماز کا امام بنانا درست نہیں تو اسے امام المسلمین بنانا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

جواب (۳) اس کا جواب یہ ہے کہ خلیفہ کا اپنی زندگی میں دوسرے کو خلیفہ بنانا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا تھا رہا اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنانا تو یہ قرآن و

حدیث سے منع نہیں اس لیے آج کل عام طور پر صوفیہ اپنی اولاد کو اپنا جانشین بناتے ہیں جن لوگوں کو بیٹے کے جانشین بنانے پر اعتراض ہے وہ قرآن و حدیث سے اس کا غلط ثابت کریں۔

رہی یہ دلیل کہ خلفائے اربعہ میں سے کسی نے اپنے بیٹے کو جانشین مقرر نہیں کیا اس لیے یہ ناجائز ہے تو یہ غلط ہے اس لیے کہ خلفائے اربعہ کے نہ کرنے کے سبب اگر ناجائز ہو جائے تو انہوں نے بہت سا کام نہیں کیا ہے جیسے قرآن مجید پر اعراب لگانا حدیث شریف کو کتابی شکل میں جمع کرنا اور پھر تدوین وغیرہ یہ سارے کام ناجائز ہو جائیں گے۔ رہا یزید کا فسق و فجور تو یہ کہیں سے ثابت نہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں یزید فاسق و فاجر تھا اور نہ یہ ثابت ہے کہ انہوں نے یزید کو فاسق و فاجر جانتے ہوئے اپنا جانشین بنایا یزید کا فسق و فجور دراصل حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ظاہر ہوا اور ظاہر ہونے کے بعد فاسق قرار دیا جاتا ہے نہ کہ پہلے دیکھیے ابلیس لعین پہلے معلم الملکوت اور عزت وعظمت والا تھا پھر جب اس سے کفر ظاہر ہوا تب اسے کافر قرار دیا گیا تو فسق ظاہر ہونے سے پہلے یزید کو فاسق کیسے ٹھہرایا جا سکتا ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیسے موردالزام ہو سکتے ہیں؟

اگر کوئی روایت ایسی ہو جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت امیر معاویہ کو یزید کے فسق و فجور کی خبر تھی اس کے باوجود انہوں نے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تو یہ روایت جھوٹی ہے اور اس کا راوی کذاب ہے اس لیے کہ وہ حضرت امیر معاویہ کا فسق ثابت کرتا ہے جب کہ سارے صحابہ کا عادل متقی اور پرہیزگار ہونا جمہور کے نزدیک مسلم ہے۔

رہی یہ بات کہ یزید کو خلیفہ بنانے کے سبب کربلا کے سارے واقعات کی ذمہ داری حضرت امیر معاویہ کے سر پر ہے تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ نہیں بلکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر ہے اس لیے کہ ۴۰ ہزار سپاہی جنھوں نے جان قربان کرنے کی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اگر آپ ان ۴۰ ہزار سپاہیوں کو لے کر حضرت امیر معاویہ کا مقابلہ کرتے تو اسی زمانے میں امیر معاویہ کا قلع قمع ہو جاتا پھر یزید کو سارے ممالک اسلامیہ کے خلیفہ بنائے جانے کا سوال ہی نہیں رہ جاتا مگر اس کے بجائے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور انہوں نے یزید کو اپنا جانشین بنا دیا تو دراصل واقعات کربلا کی ساری ذمہ داری حضرت امام حسن پر ہے۔

اور پھر کوئی یہ کہے گا کہ حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب بچہ پیدا ہوا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی تو حضور نے بچے کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا **اذهبي بابي الخلفاء** خلفاء کے باپ کو لے جا پھر فرمایا یہ خلیفہ کا باپ ہے انہی میں سے سفاح ہوگا اور انہی میں سے مہدی۔ (دلائل النبوۃ بحوالہ الدولۃ المکیہ)

دیکھیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیٹھ سے کئی پشت کے بعد پیدا ہونے والوں کے بارے میں بتا دیا کہ وہ خلیفہ ہوں گے اور ان کے نام بھی بتا دیے اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ما کان و مایکون کا علم عطا فرمایا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب جانتے تھے کہ حضرت امیر معاویہ کی پشت سے یزید پیدا ہوگا اور وہ ملوکیت کے تخت پر بیٹھے گا تو

حضور نے حضرت امیر معاویہ کو کیوں نہیں وصیت کر دی کہ تم یزید کو خلیفہ ہر گز مت بنانا اور جب ساری باتوں کو جانتے ہوئے حضور نے منع نہیں فرمایا تو واقعات کربلا کی ساری ذمہ داری حضور پر ہے۔

اور پھر کوئی بدبخت یہ کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے یزید کو پیدا ہی کیوں کیا تھا اور اگر پیدا کر دیا تھا تو حضرت امیر معاویہ کی زندگی ہی میں یزید پر موت واقع کر دیتا مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا تو اس میں کسی کی کوئی خطا نہیں ہے کربلا کے خونی واقعہ کی ساری ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

تنبیہ: برادران اسلام، معزز قارئین کرام دیکھا آپ نے اعتراض کرنے والے کہاں سے کہاں تک پہنچے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خدائے تعالیٰ کو بھی نہیں چھوڑا اور ان پر بھی اعتراض کر دیا لہٰذا اے ہمارے بھولے بھالے سنی بھائیو سلامتی اسی میں ہے صحابہ کرام کے مابین جو اختلافات ہوئے ہیں ان میں بحث نہ کرو ان میں سے کسی صحابی خصوصا حضرت امیر معاویہ کی شان میں بدزبانی اور گستاخی سے باز رہو سارے صحابہ سے سچی محبت کرو ورنہ ایمان جانے کا اندیشہ ہے اور ان حضرات کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کرو۔

حضور سیدی سرکار غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں ارشاد فرماتے ہیں جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم سے جو جنگ کی ہے اس کے بارے میں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصریح

فرمائی ہے کہ ہمیں صحابہ کرام کی تمام جنگوں میں بحث کرنے سے باز رہنا چاہیے اس لیے کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان صحابہ سے جنگ کرنے میں حق پر تھے اور جو کوئی ان کی اطاعت سے خارج ہوا اور ان کے مقابل جنگ آزما ہوا اس نے امام برحق سے بغاوت کی لہذا اس سے جنگ جائز ہوئی اور جن لوگوں نے حضرت مولا علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جنگ کی جیسے حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت امیر معاویہ تو انہوں نے حضرت عثمان کے خون کے بدلہ کا مطالبہ کیا جو کہ خلیفہ برحق اور مظلوم ہو کر شہید کیے گئے اور حضرت عثمان کے قاتلین حضرت علی کی فوج میں شامل تھے لہذا ان میں سے ہر ایک صحیح تاویل کی طرف گیا۔

اور اسی غنیۃ الطالبین میں ہے کہ سارے اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کی جنگوں میں بحث سے باز رہا جائے اور انہیں برا کہنے سے پرہیز کیا جائے ان کے فضائل اور ان کی خوبیاں ظاہر کی جائیں اور ان بزرگوں کا معاملہ اللہ عزوجل کے سپرد کیا جائے جیسے وہ اختلافات جو حضرت علی ،ام المومنین حضرت عائشہ،حضرت معاویہ،حضرت طلحہ،اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم میں واقع ہوئے۔

اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے ہم، اہلسنت تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور انہیں بھلائی سے ہی یاد کرتے ہیں۔

اور مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اکابرین اولیاء میں سے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں۔ فارسی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ جو جھگڑے اور لڑائیاں

صحابۂ کرام میں ہوئیں وہ نفسیات کی بناء پر نہ تھیں اس لئے کہ صحابہ کے نفوس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے پاک ہو چکے تھے۔

برادران اسلام، قارئین کرام آپ لوگوں نے حضرت سرکار غوث اعظم حضرت امام اعظم اور حضرت مجدد الف ثانی (بارہویں صدی کے مجدد) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات مبارکہ کو سن لیا۔

اگر واقعی آپ ان بزرگوں اور ولیوں کو ماننے والے ہیں اور ان سے محبت کرنے والے ہیں تو ان کے فرمان پر عمل کریں۔ کسی بھی رافضیت زدہ شخص کے بہکاوے میں آ کر صحابہ کرام کی جنگوں کے متعلق بحث نہ کریں۔ ان کے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں۔

کسی بھی صحابی بالخصوص حضرت امیر معاویہ سے بغض وعناد نہ رکھیں سب سے محبت کریں اور سب کو بھلائی ہی سے یاد کریں کسی بھی صحابی پر لعن طعن نہ کریں کہ اللہ عزوجل اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہے۔

نواسۂ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نواسۂ مصطفیٰ امیر المومنین حضرت امام حسن مجتبیٰ علیٰ جدہ علیہ الصلاۃ والتسلیم کی مقدس زندگی کے چند گوشے قارئین کی نذر ہے کیونکہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم فرد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور سینہ سے سر تک ہو بہو اپنے نانا جان رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عکس جمیل ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵ رمضان المبارک تین ہجری میں پیدا ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بحکم پروردگار آپ کا نام حسن رکھا اور کنیت ابو محمد پھر پیدائش کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا بال منڈوائے اور حکم فرمایا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت آپ کی عمر صرف ساڑھے سات سال کی تھی اس کے باوجود آپ سے متعدد حدیثیں مروی ہیں صاحب تنقیح نے آپ کا ذکر ان صحابہ میں کیا ہے کہ جن سے تیرہ حدیثیں روایت کی گئی ہیں ساڑھے سات سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے اس وقت میں اتنی حدیثوں کا یاد رکھنا اور نقل کرنا آپ کا کمال ہے۔

فضائل امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں جن میں سے کچھ پیش کی جاتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ممبر پر رونق افروز ہیں اور حضرت حسن آپ کے پہلو میں ہیں آپ کبھی صحابہ کی طرف توجہ فرماتے اور کبھی حضرت امام حسن کی طرف اور فرمایا میرا بیٹا یہ سردار ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت کرادیگا۔ (بخاری شریف ۳۷۴۶)

اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہوتے اور حضرت امام حسن آتے تو آپ کی گردن مبارک

پر سوار ہو جاتے تو آپ انہیں اتارتے نہیں تھے وہ خود ہی اتر جاتے تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ رکوع کی حالت میں ہوتے تو آپ انہیں اتارتے نہیں تھے وہ خود ہی اتر جاتے تھے۔ حضرت ابن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ رکوع کی حالت میں ہوتے تو اپنے پیروں کے درمیان اتنا فاصلہ فرما دیتے کہ حضرت حسن ان کے درمیان سے دوسری طرف گزر جاتے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ (بخاری شریف ۳۷۴۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی آپ کے اہل بیت کی محبت میں ہے۔ (بخاری شریف ۳۷۵۱)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے کسی صحابی نے کہا نِعْمَ الْمَرْکَبُ رَکِبْتَ یَا غُلَامُ۔ یعنی اے صاحبزادے تیری سواری بہت اچھی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَنِعْمَ الرَّاکِبُ ھُوَ۔ یعنی اور سوار بھی تو بہت اچھا ہے (مشکوٰۃ شریف) یعنی اے صحابی یہ تو تو نے دیکھا کہ سواری کتنی اچھی ہے لیکن یہ بھی تو دیکھ کہ سوار کتنا اچھا ہے۔

ایک دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قریش اور دیگر قبیلوں کے

بڑے بڑے لوگ جمع تھے حضرت امیر معاویہ نے فرمایا مجھے بتاؤ کہ ماں اور باپ، چچا اور پھوپھی، خالہ اور ماموں نانا اور نانی کے اعتبار سے سب سے زیادہ معزز کون شخص ہے؟ تو حضرت مالک بن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا یہ سب سے افضل ہیں کیونکہ ان کے والد امیر المومنین حضرت علی ہیں ان کی والدہ سیدۃ النساء فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ان کی نانی ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد ہے اور نانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے چچا حضرت جعفر ہیں جو جنت میں پرواز کرتے ہیں اور پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ہیں اور ان کے ماموں اور خالہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں ہیں پھر مالک ابن عجلان نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا میں نے صحیح کہا ہے حضرت امیر معاویہ نے فرمایا اے اللہ یہ سچ ہے۔ (برکات آل رسول صفحہ ۱۴۲)

حاکم کی روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر سواری کے پیدل ۲۵ حج ادا فرمائے حالانکہ اعلیٰ قسم کے اونٹ سواری کے لیے آپ کے ہمراہ ہوتے تھے لیکن آپ ان پر سوار نہیں ہوتے تھے اور پاپیادہ یعنی پیدل راستہ طے فرماتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت امام حسن سخاوت میں بے مثال تھے بسا اوقات ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ درہم عطا فرما دیتے تھے ابن سعد علی بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار آدھا آدھا مال خدا کی راہ میں دے دیا اور دو مرتبہ اپنا پورا مال اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا یہ ہے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کا بے مثال نمونہ۔

حضرت امام حسن کی خلافت اور اس سے دستبرداری

حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے ۴۰ ہزار اہالیان کوفہ نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی حضرت امام حسن چھ ماہ تک منصب خلافت پر فائز رہے اس کے بعد جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس کوفہ آئے تو مندرجہ ذیل تین شرطوں کے ساتھ آپ نے خلافت ان کے سپرد کرنا منظور فرمایا۔

شرائط: (۱) بروقت امیر معاویہ خلیفہ بنائے جاتے ہیں لیکن ان کے انتقال کے بعد امام حسن خلیفۃ المسلمین ہوں گے۔

(۲) مدینہ شریف اور حجاز و عراق وغیرہ کے لوگوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے زمانے کے متعلق کوئی مؤاخذہ اور مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

(۳) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ذمہ جو دیون ہیں ان سب کی ادائیگی حضرت امیر معاویہ کریں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان تمام شرطوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول کیا تو آپس میں صلح ہوگئی اور اللہ کے محبوب دانائے خفایا غیوب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ فرمان حرف بحرف پورا ہوا جو آپ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ فرزند ارجمند مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس صلح کے بعد تخت خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خالی کر دیا دستبرداری کا یہ واقعہ ربیع الاول شریف ۴۱ ہجری میں ہوا۔ (تاریخ الخلفاء)

خلافت سے دستبردار ہونا آپ کے بہت سے ہمنواؤں کو نا گوار ہوا انہوں نے طرح طرح سے آپ پر ناراضگی کا اظہار کیا یہاں تک کہ بعض لوگ آپ کو عار المسلمین کہہ کر پکارتے تو آپ نے ان سے فرمایا **العار خیر من النار** یعنی عار نار سے بہتر ہے۔

امر خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد کرنے کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ سے مدینہ طیبہ چلے گئے اور وہیں قیام پذیر رہے جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ پھر خلافت کے خواستگار ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت عربوں کے سر میرے ہاتھوں میں تھے یعنی اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے وہ مجھ سے بیعت کر چکے تھے اس زمانے میں ہم جس سے چاہتے ان کو لڑا دیتے لیکن میں اس وقت محض اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے خلافت سے دستبردار ہو گیا اور امت محمدیہ **عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمُ** کا خون نہیں بہنے دیا تو جس خلافت سے میں صرف اللہ عزوجل کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے دست بردار ہو گیا ہوں اب لوگوں کی خوشی کے لیے میں اسے دوبارہ حاصل نہیں کرسکتا۔ (تاریخ الخلفاء)

تنبیہ: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ ماہ امور خلافت انجام دینے کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر آپ نے بیعت کر لی پھر ان کے سالانہ وظیفے اور نذرانہ قبول فرمائے قسم ہے وحدہ لاشریک کی اگر حضرت امیر معاویہ باطل پرست ہوتے تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر کٹا دیتے مگر ان کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیتے اس لیے کہ

مرد حق باطل سے ہرگز خوف کھا سکتا نہیں
سر کٹا سکتا ہے لیکن سر جھکا سکتا نہیں

اور پھر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فعل مبارک کی ان الفاظ میں تعریف فرمائی ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ یعنی میرا بیٹا یہ سردار ہے امید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔(بخاری شریف)

اب اگر کوئی بدبخت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نا اہل قرار دے تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام آجائے گا کہ آپ نے نااہل کو خلافت کیوں سپرد کی اور امت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں کیوں دی جبکہ یہ خلافت کی سپردگی قلت و ذلت کی وجہ سے نہیں تھی اس لیے کہ ۴۰ ہزار سپاہی جان قربان کرنے کی بیعت حضرت امام حسن کے ہاتھ پر کر چکے تھے۔(حاشیہ بخاری شریف)

لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کے لائق سمجھا تبھی ان کے سپرد خلافت کی اور خود آپ نے بیعت بھی کی لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری دنیا و آخرت تباہ ہونے سے بچ جائے تو ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں نازیبا کلمات قطعی نہ نکالیں اور ان کا احترام کریں۔

حضرت امیر معاویہ پر ایک نظر اور فیصلہ آپ پر

(۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہے اور کاتب خطوط بھی امام مفتی حرمین احمد بن عبد اللہ بن محمد طبری خلاصۃ السیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تیرہ (۱۳) کاتب تھے۔

خلفائے اربعہ یعنی (۱) حضرت ابوبکر، (۲) حضرت عمر، (۳) حضرت عثمان، (۴) حضرت علی رضی اللہ عنہم، (۵) عامر ابن فہیرہ، (۶) عبد اللہ بن ارقم، (۷) ابی ابن کعب، (۸) ثابت بن قیس بن شماس، (۹) خالد بن سعید بن العاص، (۱۰) حنظلہ بن ربیع اسلمی، (۱۱) زید بن ثابت، (۱۲) شرحبیل بن حسنہ اور (۱۳) معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

لیکن ان لوگوں میں حضرت امیر معاویہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہما اس خدمت کو زیادہ انجام دیتے تھے علامہ قسطلانی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف کی شرح میں فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاتب وحی رہے۔ (الناہیہ ۳۳)

(۲) حضرت ملا علی قاری شرح مشکوۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص شاگردوں میں سے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز افضل ہیں یا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔(الناہیہ ۱۶)

برادران اسلام! حضرت عمر بن عبدالعزیز وہ ہیں کہ جن کو امام الہدی کہا جاتا ہے خلفائے راشدین میں پانچویں خلیفہ کی حیثیت سے ان کو شمار کیا جاتا ہے اور جن کی زیارت کے لئے حضرت خضر علیہ السلام آیا کرتے تھے مگر عبداللہ بن مبارک جیسے امام وقت جب حضرت امیر معاویہ کے گھوڑے کی ناک کے غبار کو بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز سے افضل بتاتے ہیں تو پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و رفعت کا کیا کہنا مگر افسوس کہ آج کل وہ لوگ جن کی حقیقت کچھ بھی نہیں وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بنتے ہیں بلکہ ان کی ذات پر سب وشتم اور لعن طعن بھی کرتے ہیں۔العیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۳) حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ علامہ معافی بن عمران علیہ الرحمۃ الرضوان سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز حضرت معاویہ سے افضل ہیں یہ سنتے ہی علامہ عمران غضبناک ہو گئے اور فرمایا: لَا يُقَاسُ أَحَدٌ بِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ پر کسی کو قیاس نہیں کیا جائے گا۔ مُعَاوِيَةُ صَاحِبُهُ، وَصِهْرُهُ، وَكَاتِبُهُ، وَأَمِينُهُ عَلٰى وَحْيِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ حضرت امیر معاویہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ان کے سالے ان کے کاتب اور اللہ عزوجل کے وحی پر نبی کریم کے امین ہیں۔(الناہیہ ۳۵)

(۴) علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں

تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت امیر معاویہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔(احکام شریعت جلد ا صفحہ ۱۰۳)

(۵) صحابہ کرام محدثین عظام اور علمائے اسلام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہیں باوجود یکہ وہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے فضائل ومناقب سے خوب واقف تھے اور ان کے مابین جو واقعات رونما ہوئے انہیں اچھی طرح جانتے تھے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو صحابی رسول ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں ان سے کسی شخص نے کہا کہ امیر المومنین حضرت امیر معاویہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جبکہ فلاں مسئلہ میں انہوں نے یوں کیا تو آپ نے فرمایا: أَصَابَ، إِنَّهُ فَقِيهٌ۔ یعنی انہوں نے ٹھیک کیا بے شک وہ فقیہ ہیں (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۱۲) برادران ملت دیکھیے رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو صحابہ میں سے ہیں اور حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ایسے خاص ہیں کہ ان کے دشمن پر بہت سخت ہیں وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے ہیں اور ان کو فقیہ ومجتہد مانتے ہیں تو کتنے بدنصیب و بدبخت ہیں وہ لوگ جو جلیل القدر صحابی رسول کے نقش قدم کو چھوڑ کر شیطان کی اتباع کرتے ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بیجا کلمات بولتے ہیں اور ان کی توہین وتنقیص کرتے ہیں۔نعوذ باللہ تعالیٰ

(۶) حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح میں تحریر

فرماتے ہیں:مُعَاوِيَةُ ذُو الْمَنَاقِبِ الْجُمَّةِ حضرت امیر معاویہ بڑے مناقب اور بڑی خوبیوں والے ہیں۔

(۷) حضرت ملاعلی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں:أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَهُوَ مِنَ الْعُدُولِ الْفُضَلَاءِ وَالصَّحَابَةِ الْأَخْيَارِ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعدل فضلاء اور بہترین صحابہ میں سے ہیں اسی لیے تمام محدثین کرام حضرت امیر معاویہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے جس طرح دوسرے صحابہ کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

(۸) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متقی عادل اور ثقہ ہیں اسی لیے حضرت عبداللہ بن عباس حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت صائب بن یزید حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت ابوسعید خدری جیسے فقیہ ومجتہدین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کیں اسی طرح حضرت جبیر ابن نفیر حضرت ابو ادریس خولانی حضرت سعید بن مسیب حضرت خالد بن معدان حضرت ابو صالح سمّان حضرت ہمام بن عتبہ اور حضرت قیس بن ابو حازم جیسے جلیل القدر تابعین فقہا اور علماء نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثیں لیں اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مکر وفریب اور فسق و فجور ہوتا جیسا کہ آج کل بدبخت جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے تو یہ بڑے بڑے صحابہ و تابعین حضرات ان سے حدیثوں کی روایتیں ہرگز قبول نہ فرماتے۔

(۹) بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی بیہقی اور طبرانی وغیرہ محدثین کرام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیثوں کو قبول کیا اور اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ان میں خاص کر امام بخاری اور امام مسلم ایسی محتاط ہستیاں ہیں کہ اگر کسی راوی میں ذرا بھی عیب پایا تو اس کی روایت لینے سے انکار کر دیا جبکہ ان حضرات نے حضرت امیر معاویہ سے روایت کردہ حدیثیں اپنی اپنی کتابوں میں لکھا تو ان بزرگوں کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایتوں کا قبول کر لینا اعلان کر رہا ہے کہ ان سب کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متقی عادل اور ثقہ اور قابل روایت ہیں حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اختلاف کے سبب مرتبۂ عدالت سے ساقط نہیں ہیں ورنہ یہ حضرات ان کی روایتیں ہرگز قبول نہ فرماتے۔

(۱۰) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حیات میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمشق کا حاکم مقرر فرمایا اور معزول نہ فرمایا جب کہ حضرت عمر حاکموں کے حالات پر کڑی نظر رکھتے تھے اور ذرا سی لغزش پر معزول فرما دیتے تھے جیسا کہ معمولی شکایت پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی بزرگ ہستی کو معزول فرما دیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے سخت گیر آدمی کا حضرت امیر معاویہ کو دمشق کا حاکم مقرر فرمانا اور اپنی ظاہری حیات کے آخری لمحات تک اس اہم عہدے پر انہیں برقرار رکھنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و رفعت اور ان کی امانت و دیانت کا کھلم کھلا اقرار و اعلان ہے۔

اہم نکتہ ناظرین کی نظر

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف سیرت مصطفیٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ وحشی نے جنگ احد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقیقی چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا تھا جب مکہ فتح ہوا تو وحشی بھاگ کر طائف چلے گئے تھے مگر اس طائف کے ایک وفد کے ہمراہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زبان سے اپنے چچا کے قتل کی داستان سنی اور رنج وغم میں ڈوب گئے مگر وحشی کو بھی حضور نے معاف فرما دیا لیکن یہ فرمایا کہ وحشی تم میرے سامنے نہ آیا کرو حضرت وحشی کو اس کا بے حد ملال رہتا تھا پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مسیلمۃ الکذاب نے نبوت کا دعوی کیا اور لشکر اسلام نے اس ملعون سے جہاد کیا تو حضرت وحشی بھی اپنا نیزہ لے کر جہاد میں شامل ہوئے اور مسیلمۃ الکذاب کو قتل کر دیا حضرت وحشی اپنی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَقَتَلْتُ شَرَّ النَّاسِ فِي الْإِسْلَامِ۔ یعنی دور جاہلیت میں میں نے بہترین انسان حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا اور اپنے دوران اسلام میں بدترین آدمی مسیلمۃ الکذاب کو قتل کیا۔

انہوں نے دربار اقدس میں اپنے جرائم کا اعتراف کر کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا خدا مجھ جیسے مجرم کو بھی بخش دے گا تو یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔ (سورہ زمر پارہ ۲۴)

یعنی تم فرماؤ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔(کنزالایمان)

تنبیہ: محترم ناظرین کرام حضرت وحشی کا واقعہ بھی آپ نے ملاحظہ کرلیا اور قرآن مقدس کی آیت مبارکہ سے ان کے جرم عظیم کی معافی کا پروانہ بھی پڑھ لیا اب ایمان سے بتائیں کہ وہ وحشی جنہوں نے زمانۂ جاہلیت یعنی کفر کی حالت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا مگر اسلام لانے کے بعد اللہ و رسول کی بارگاہ سے وحشی کو پروانۂ بخشش مل گیا اب وحشی وحشی نہ رہے بلکہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو گئے اور ہر مسلمان پر ان کا احترام واجب ہو گیا کیونکہ حضرت وحشی صحابیٔ رسول ہو گئے تو جب حضرت وحشی کی یہ عظمت ہے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صحابی رسول بھی ہیں، اور کاتب وحی بھی ہیں، ہادی بھی ہیں، مہدی بھی ہیں، متقی بھی ہیں، عادل بھی ہیں، ثقہ بھی ہیں، فقیہ بھی ہیں، کاتب خطوط مصطفی بھی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسبتی بھی ہیں اور مجتہد بھی ہیں، ان کی عظمت کیا ہوگی؟

لہٰذا قارئین کرام سے اپیل ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے دل سے بغض و عداوت و دشمنی کے جراثیم کو نیست و نابود کر کے سچی عقیدت و محبت کریں کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ بڑا اعظیم ہے غیر صحابی بڑا سے بڑا ولی غوث قطب ابدال واوتادان کی عظمت کو نہیں پہنچ سکتا۔

صحابۂ کرام کے مابین قتال

حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عائشہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے درمیان لڑائی اور اس کے علاوہ صحابہ کرام کے درمیان اختلافات اور جھگڑوں وغیرہ کے بارے میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش رہنے کا حکم دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے اس چیز کو دور کر دے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ۔ (پارہ ۱۴ ارکوع ۴)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لیے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔ (کنزالایمان)

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے لڑائی میں حق پر تھے کیونکہ آپ اپنی امامت وخلافت کو اس بنا پر صحیح سمجھتے تھے کہ اس پر صحابۂ کرام میں سے اہل حل وعقد کا اتفاق تھا لہٰذا جو شخص آپ کی اطاعت سے الگ ہو کر جنگ کے لیے تیار ہوا وہ باغی تھا امام کے مقابلے میں نکلا لہٰذا اس کا قتل جائز تھا البتہ حضرت امیر معاویہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مظلوم مقتول وشہید حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا اور جنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لشکر میں تھے اس بنا پر ہر ایک کا مقصد درست تھا اور ہمارے لیے اس مسئلہ میں خاموش رہنا اور اسے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام حاکموں سے بڑا حاکم ہے اور بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے ہمیں ان باتوں میں پڑنے کے بجائے اپنے نفسانی عیوب کی

طرف متوجہ ہونے بڑے بڑے گناہوں سے دلوں کو پاک کرنے اور مہلک باتوں سے ظاہر و باطن کو پاک رکھنے کی ضرورت ہے۔(غنیۃ الطالبین صفحہ ۲۶۶)

خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے وصال اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت سے دستبردار ہونے کے بعد حضرت امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے خلافت ثابت ہے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلحت عامہ کے تحت کہ مسلمانوں کو خون ریزی سے بچایا جائے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی آپ کے پیش نظر تھا آپ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا لہٰذا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد کی بنا پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت واجب ہو گئی اس سال کو عام الجماعۃ یعنی جماعت کا سال کہا جاتا ہے کیونکہ مسلمانوں کی جماعت سے اختلاف ختم ہوا اور تمام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع کی اور اس لیے کہ وہاں خلافت کا کوئی تیسرا مدعی نہ تھا۔(غنیۃ الطالبین صفحہ ۲۶۷/۲۶۶)

تنبیہ: معزز ناظرین کرام سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ مشہور زمانہ تصنیف غنیۃ الطالبین جس کے حوالے سے یہ ارشادات پیش کیا ہوں اس کو بار بار پڑھیں

اور صحابہ کرام کی شان میں نازیبا کلمات کہنے سے اپنی زبان کو بچائیں کیونکہ اس مختصر سی کتاب میں مخصوص حوالہ جات سے حضرت امیر معاویہ اور کل صحابہ کرام کی عظمت و شان بیان کی گئی ہے لہٰذا خود بچیں اور اپنے قرابت داروں و دوست واحباب کو بچائیں اللہ عزوجل کے غضب و عتاب سے، کسی صحابی کی ذرہ برابر گستاخی نہ کریں۔

ہر صحابیٔ نبی جنتی جنتی

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

مثال اہل بیت کرام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم

روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے کعبہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: أَلَا إِنَّ مَثَلَ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَسَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ یعنی آگاہ رہو کہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال جناب نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ. یعنی میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں تو تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے (مشکوٰۃ شریف)

آخری تنبیہ

معزز ناظرین ان دونوں حدیث مبارکہ کو بار بار پڑھیں ہمارے حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کتنے حسین مثال سے سمجھا دیا کہ میری اہل بیت کشتی کی طرح ہیں اور میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں گویا سرور دو جہاں شفیع عاصیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے میری امت کے لوگو تم میں سے جو بھی محبت صحابہ کی روشنی لے کر محبت اہل بیت کی کشتی پر سوار ہو جائے گا وہ ہلاک نہیں ہو سکتا اگر وہ گناہگار بھی ہو تو محبت صحابہ و محبت اہل بیت کے سبب قیامت کے روز میری شفاعت سے حصہ پالے گا پتہ چلا جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت مل گئی وہ ہلاک ہونے سے بچ گیا اور جس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نہ ملی وہ ہلاک ہو گیا۔

ناظرین کرام ذرا آپ سنجیدہ ہو کر غور کریں کہ میرے آقا دونوں عالم کے داتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان مثالوں سے کیوں سمجھایا۔

۱۴ سو سال پہلے جب آپ امت کو یہ درس دے رہے تھے تو اس زمانے میں کوئی ہوائی طیارے نہیں تھے بلکہ خشکی کا راستہ گھوڑوں اور اونٹوں سے اور سمندری راستہ کشتی کے ذریعے طے کیا جاتا تھا خشکی کے راستوں پر ہلاکت کا گمان کم تھا سمندری راستوں پر ہلاکت کا گمان زیادہ تھا اس زمانے میں جو کشتی پر سوار ہو کر سمندری سفر کرتے تھے ان کی نظر آسمان کے ستاروں پر ہوتی تھی جو مسافر صحیح ستاروں پر نظر رکھ کر سفر کرتے تھے وہ منزل مقصود تک صحیح سلامت پہنچ جاتے تھے اور جو ستاروں سے بھٹک جاتے تھے وہ سمندروں میں پوشیدہ جزیروں سے ٹکرا کر ہلاک ہو جاتے تھے لہٰذا امت کے والی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے ان مقدس فرامین سے واضح ہو گیا کہ اے میرے امتی تیری کشتی حیات بہت بڑے پرفتن سمندر میں چل رہی ہے تجھ کو جگہ جگہ اس سمندر میں بدعقیدگی کے پوشیدہ جزیرے ملیں گے لہٰذا تو محبت اہل بیت کی کشتی پر سوار ہو کر محبت صحابہ کے ستارے (نور) پر نظر رکھنا یعنی محبت صحابہ سے انحراف نہ کرنا کسی میرے صحابی کی گستاخی نہ کرنا ورنہ انسانی سمندر میں پوشیدہ بدعقیدگی کے جزیروں سے ٹکرا کر ہلاک ہو جائے گا تیرا دین وایمان تباہ ہو جائے گا اور تو ہمیشہ کے لیے جہنم کا کندہ بن جائے گا۔

لہٰذا اے میرے دینی بھائیو اس دور پرفتن میں اپنے ایمان واعمال کو بچانے کی فکر کرو اپنے سینے محبت اہلبیت و محبت صحابہ کے نور سے منور رکھو تا کہ ہلاکت سے بچ سکو اور بروز قیامت شفیع روز محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پا سکو۔

ان حدیثوں کے تحت حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۶۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ بحمد اللہ تعالیٰ ہم اہل سنت وجماعت محبت اہل بیت کی کشتی پر سوار ہیں اور ہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہدایت پائے۔

لہٰذا ہم لوگ قیامت کی ہول نا کیوں سے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے مطلب یہ کہ جو لوگ محبت اہل بیت کی کشتی پر سوار نہیں ہوئے جیسے خارجی کہ انہوں نے محبت کے بجائے اہل بیت سے دشمنی کی تو وہ ہلاک ہو گئے اور رافضی جو اس کشتی میں سوار تو ہوئے مگر ہدایت کے ستارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہدایت نہیں حاصل کیے تو وہ بھی کفر وضلالت کی تاریکی میں کھو گئے۔

اشعار

جس کی سمجھ میں آئے وہ لے جائے روشنی
میں نے دیا جلا کے سر راہ رکھ دیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بکراں کے لیے

وما علینا الا البلاغ المبین